امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 62/72

مورخہ ۲۳ محرم الحرام ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۲ ر اگست ۲۰۲۲ء روز سوموار

شمارہ نمبر 31

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- یادوں کے چراغ، کتابوں کی دنیا
- حکایات اہل دل
- بندے ہو اگر تو رب سے مانگو
- عقیدہ آخرت کا انسانی زندگی پر اثر
- غزوات نبویؐ کا تابناک پہلو
- اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، ہفتہ رفتہ

بین السطور

ابتلاء وآزمائش کا الٰہی نظام

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

انسان کی حالت ہمیشہ یکساں نہیں رہتی، وہ خوشی وغمی، راحت وسکون، اطمینان و پریشانی کے حال سے گذرتا ہے، خوشی، اطمینان، راحت سکون سے اس کی زندگی پر خوشگوار اثرات پڑتے ہیں، یہ اثرات کبھی کبھی ذہن ودماغ پر اس قدر حاوی ہوجاتے ہیں کہ غم، بے اطمینانی اور پریشانی کے احوال اس کے ذہن سے محو ہوجاتے ہے، وہ سب کچھ اپنی محنت کا ثمرہ سمجھتا ہے اور اللہ رب العزت کی ذات اقدس جو ساری نعمتوں کو عطا اور سارے احوال کو طاری کرنے والی ہے، اس کا خیال جاتا رہتا ہے، ایسے میں اسے آزمایا جاتا ہے تاکہ وہ لوٹ کر اللہ رب العزت کی بارگاہ تک آجائے، اللہ کو اپنی بارگاہ میں بلانے سے کوئی فائدہ نہیں، لیکن بندہ بارگاہ خداوندی تک پہونچ کر ہی کامیابی وکامرانی کے منازل طے کرسکتا ہے، اس لیے اللہ رب العزت بندے کو ابتلاء وآزمائش میں مبتلا کرتے ہیں، تاکہ بندہ آزمائش کے دور سے گذر کر اللہ سے اور قریب ہوجائے، اس آزمائش سے انبیاء کرام کو بھی گذارا جاتا ہے، حالاں کہ انبیاء کے دل ودماغ سے اللہ رب العزت کبھی بھی غائب نہیں ہوتے، ہر وقت اللہ کا وجود ان کے سامنے ہوتا ہے اور وہ مرضیات خداوندی کے خلاف کچھ بھی نہیں کرتے، لیکن ان کو دوسرے انسانوں کے لیے ماڈل بنایا جاتا ہے، اس لیے انہیں بھی اس دور سے گذرنا پڑتا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آزمائش کا تذکرہ قرآن کریم میں موجود ہے، حضرت ایوب علیہ السلام کی تکلیف دہ پریشانی اور امراض کا تذکرہ بھی قرآن کریم میں ملتا ہے، دیگر انبیاء کرام کے احوال بھی جو قرآن کریم کے ذریعہ اللہ رب العزت نے ہم تک پہونچائے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید ہی کوئی نبی ہو جسے ابتلاء آزمائش میں ڈالا نہ گیا ہو، ظاہر ہے جو اللہ کے ان پاک بندوں پر گذری اس سے کسی نہ کسی حد تک امتوں کو بھی گذرنا پڑتا ہے۔ خود اللہ رب العزت نے آزمائش کی چند صورتوں کا قرآن کریم میں ذکر کیا ہے، ان میں خوف، بھوک، مال وجان اور پیداوار میں کمی شامل ہے۔ ایک دوسری آیت میں آزمائش کے بعض دوسرے طریقوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ ارشاد فرمایا: ہے کہ تم ضرور بالضرور آزمائے جاؤ گے۔ مال وجان کے مسئلے میں اور ہمتیں ضرور بالضرور نیما پڑیں گی، وہ باتیں جن سے تمہیں سخت تکلیف پہونچے گی، یہ تکلیف دہ باتیں اہل کتاب اور مشرکین کی طرف سے آئیں گی۔ (سورۃ آل عمران: ۱۸۶)

قرآن کریم کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے موت وحیات کو بھی بندوں کی آزمائش کے لیے پیدا کیا کہ عمل کے اعتبار سے کون بہتر ہے۔ (الملک: ۲) ایک دوسری آیت میں عمومی ابتلاء کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: روئے زمین پر جو کچھ ہے اسے ہم نے زمین کی زینت بنایا تاکہ ہم ان لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں عمل کے اعتبار سے بہتر کون ہے۔ (الکہف) اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک کو ابتلاء وآزمائش سے گذرنا ہی ہوگا، قرآن کریم میں لفظ ابتلاء اور اس کے ملحقات کا سینتیس (۳۷) دفعہ استعمال کیا گیا ہے، اس مقصد کے لیے فتنہ اور امتحان کے الفاظ بھی قرآن کریم میں مذکور ہیں۔

احادیث میں اس کا ذکر بار بار آیا ہے، مصعب بن سعد نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ سب سے زیادہ آزمائش انبیاء کی ہوتی ہے، پھر درجہ بدرجہ انسانوں کی ہوتی ہے۔ بخاری شریف باب الفتن حدیث نمبر ۴۰۲۳ میں ہے کہ بندے کی آزمائش اس کے دین کے اعتبار سے ہوتی ہے، دین میں پختگی ہوگی تو آزمائش سخت ہوگی اور دینی اعتبار سے سستی ہوگی تو اسی کے مطابق آزمایا جائے گا، یہ آزمائشیں گناہوں کی تلافی کے بھی کام آتی ہیں، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بندے کی مسلسل آزمائش ہوتی رہتی ہے، یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے۔

ان آیات واحادیث کا ماحصل یہی ہے کہ انسانوں کو ہر حال میں آزمائش سے گذرنا ہے، یہ آزمائشیں کبھی خوف طاری کرکے ہوگی، کبھی جان ومال کے ضیاع کا معاملہ سامنے آئے گا اور کبھی فاقہ کشی کی نوبت آئے گی، مختصر یہ کہ اگر وہ مسلمان ہے اور دین پر سختی سے عامل ہے تو اس کو سخت ابتلاء وآزمائش کا سامنا کرنا پڑے گا، اس ابتلاء وآزمائش کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ اہل کتاب اور مشرکین ایسی گفتگو پر اتر آئیں جن کا سننا مؤمن کے لیے سخت تکلیف دہ ہو۔ قرآن کریم میں مال کے ساتھ اولاد کو بھی فتنہ کہا گیا ہے، ارشاد باری ہے۔ انما اموالکم واولادکم فتنة ، مال کی کثرت کے بعد انسان جس بد اخلاقی، بددینی اسراف اور فضول خرچی میں پڑتا ہے، یہ ابتلا کی مختلف شکلیں ہیں، اسی طرح اولاد اگر تعلیم وتربیت کی کمی کی وجہ سے دین وشریعت سے دور جا پڑے تو وہ والدین کے لیے آزمائش بن جاتا ہے اور اس کے بڑے مہلک نتائج سامنے آتے ہیں۔

قرآن کریم میں ابتلاء وآزمائش کے لیے مصیبة کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے وہ مکافات عمل کے طور پر آنے والی آزمائش کے لیے ہے، اللہ رب العزت نے اس کی تفصیل بیان کی کہ جو مصیبتیں تم پر آتی ہیں، وہ تمہارے اعمال ہیں اور وہ بھی سارے اعمال کے بدلے نہیں؛ بلکہ بہت ساری بدعملی اور بے عملی کو اللہ معاف کردیتا ہے، تھوڑی بہت پکڑ ہوتی ہے تو بندہ کراہ اٹھتا ہے، اگر سب پر گرفت ہونے لگے تو زندگی اجیرن اور جینا دوبھر ہوجائے۔ اسی مفہوم کو ایک دوسری آیت میں اس طرح ذکر کیا کہ خشکی وتری میں جو کچھ فساد وبگاڑ ہے وہ انسانوں کے اپنے اعمال کی وجہ سے ہے یہ تمہارے ہاتھوں کی کمائیاں ہیں۔ تاکہ وہ اپنے بعض اعمال کا مزہ چکھ لیں، شاید انہیں لوٹنا نصیب ہوجائے۔

ابتلاء میں مکافات عمل اور آزمائش دونوں کا مفہوم پایا جاتا ہے، بندہ جب اپنے اعمال کو درست کرلیتا ہے، انابت الی اللہ اور رجوع الی اللہ کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا لیتا ہے تو پھر اللہ کی نصرت اور مدد متوجہ ہوجاتی ہے اور بندہ اس آزمائش سے نجات پا جاتا ہے، انبیاء جب اس مرحلے سے گذرتے ہیں تو انہیں مقام امامت پر فائز کیا جاتا ہے وہ خلیل اللہ بن جاتے ہیں، عام بندہ جب آزمائش میں کامیاب ہوجاتا ہے تو وہ مقرب الی اللہ ہوجاتا ہے۔

ابتلاء وآزمائش سے پار گھاٹ لگنے کا جو نسخہ اللہ رب العزت نے ہمیں دیا ہے وہ صبر، تقویٰ اور استعانت بالصلوٰۃ ہے، نماز کا اہتمام کیا جائے، اللہ کے خوف وخشیت سے دل کو آباد کیا جائے اور مصائب پر صبر اختیار کیا جائے، صبر کے معنی بہت وسیع ہیں، ان میں قوت برداشت، تحمل، جفاکشی، ہمت ودلیری، تکلیف سہنے کا جذبہ یا طاقت سبھی کچھ شامل ہے۔ جس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ ہر قسم کی مصیبت، غم اور پریشانی کے وقت میں اللہ کے مقرر کردہ حدود سے تجاوز نہیں کرنا بھی صبر ہے، پھر اگر دفاع کرنا ہو تو بھی ان امور کا خیال ضرور رکھنا چاہیے، جس کا شریعت نے ہمیں پابند کیا ہے۔

جب صبر کی بات آتی ہے تو بہت سارے لوگ اسے بزدلی قرار دیتے ہیں، خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ ناخوشگوار واقعات پر صبر بزدلی نہیں کام کی حکمت عملی ہے، اور یہ حکمت عملی اللہ رب العزت نے ہمیں بتائی ہے اور اللہ کی تدبیر سے بہتر تدبیر کس کی ہوسکتی ہے۔ ''واللہ خیر الماکرین'' اللہ اچھی تدبیر کرنے والا ہے۔

ہندوستان کے جو حالات اس وقت ہیں اور مسلمانوں پر جس طرح زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہو رہی ہے، روز نت نئے مسائل پیدا ہو رہے ہیں، یہ بھی ابتلاء وآزمائش کی ہی ایک شکل ہے، اور ہم لوگ عام انسانوں کی طرح ہی انسان ہیں، اس لیے عمومی احوال کے اعتبار سے یہ وہ مصیبت ہے جو ہماری بداعمالیوں کے طفیل ہم پر مسلط کی گئی ہے، ایسے میں ہمارے لیے انتہائی ضروری ہے کہ اسباب کے درجہ میں اپنے اعمال کی اصلاح کریں، ان تمام کاموں سے بچیں جو اللہ کی ناراضگی کا سبب ہوا کرتے ہیں، احکام خداوندی کی پاسداری اور نبوی طریقہ کی پابندی سے ہم اس ابتلاء وآزمائش سے نکل سکتے ہیں، ہم ساری خرابیوں کی جڑ بھاجپا حکومت، وزیر اعظم، وزیر داخلہ اور دوسرے اہل کاروں کو دیتے ہیں اور بھول جاتے ہیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ'' اعمالکم عمالکم '' تمہارے اعمال ہی تم پر حکمراں بن کر مسلط ہوگیے ہیں، یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ احوال حکمرانوں کے بدلنے سے نہیں بدلتے اعمال کے بدلنے سے بدلتے ہیں، اس ملک میں اس سے قبل بھی مسلمانوں کے خلاف طوفان بلاخیز نے اکھاڑ، پچھاڑ مچایا، ان کے جان ومال کا ضیاع ہوا، خوف کی نفسیات نے ان کا جینا دوبھر کردیا، اس کے باوجود مسلمان اس مصیبت کے دور سے نکلے اور اللہ کی نصرت ومدد ان پر سایہ فگن ہوئی، اور کاروبار حیات میں پھر سے انہوں نے اپنی جگہ بنائی اور سرخرو ہوکر باہر نکلے، ضرورت رجوع الی اللہ کی ہے، اللہ کی مرضیات پر چلنے کی ہے، بندہ ایک قدم اس کی طرف بڑھتا ہے تو اللہ اس سے قریب ہوجاتے ہیں۔ بندہ اللہ کو مجلس میں یاد کرتا ہے تو اللہ اس سے اچھی مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہے، بندہ تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہے تو اللہ بھی اسے یاد رکھتے ہیں، ابتلاء وآزمائش میں شدت کے باوجود مسلمانوں کا شیوہ ناامیدی کا نہیں رہا ہے، وہ اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہوتا اور اللہ وہ تو غفور الرحیم بھی ہے ستار العیوب بھی۔

اچھی باتیں

''اچھا انسان وہ ہے جس کے دل میں انسانیت، آنکھ میں احترام، الفاظ میں نرمی، اخلاق میں رحم دلی اور مقاصد میں اعلیٰ ظرفی ہو ☆ غصے میں کبھی بھی اپنی جگہ نہ چھوڑیں، کیوں کہ کوئی نہ کوئی آپ کی کمی پوری کردیتا ہے ☆ وضو سے شکل، قرآن سے عقل اور نماز سے نسل پاک ہوتی ہے ☆ اچھے لوگ خوشیاں دیتے ہیں اور بُرے لوگ سبق ☆ غصہ اس سلگتی ہوئی لکڑی کی مانند ہے جو دوسروں کو جلانے سے پہلے خود جلتی ہے ☆ عاجزی سے جھکنا سیکھیں تاکہ بلندی نصیب ہو۔''

(حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

''مہنگائی کے ساتھ ساتھ بے روزگاری بھی سرپٹ دوڑ رہی ہے، سرکاری اور نجی کمپنیوں اور اداروں میں کام کرنے والے لاکھوں افراد نوکریوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں، نوکریاں پیدا ہوں اس کے لیے چھوٹی صنعتوں کو فروغ دینے کی ضرورت ہے، جب کہ چھوٹے صنعت کار گھر بیٹھ چکے ہیں، بے روزگار بازار سے چیزیں کس طرح خریدیں، جب ان کے ہاتھ میں پیسہ ہی نہیں ہے۔ وہ جس دن سرکاری بے راہ روی سے عاجز آئیں گے، تختہ پلٹنے میں دیر نہیں لگے گی۔''

(عامر سلیم خان، ہمارا سماج ۳ر اگست ۲۰۲۲ء)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

بدگمانی معاشرتی برائیوں کی جڑ ہے

''اے ایمان والو! بہت سارے گمانوں سے بچو، کیونکہ بعض گمان (یعنی بدگمانی) گناہ ہوتے ہیں اور ٹوہ میں نہ پڑا کرو اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کیا کرو، کیا تم میں سے کسی کو یہ بات اچھی لگے گی کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تم نفرت کرتے ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ توبہ قبول کرنے والے اور بڑے مہربان ہیں'' (سورہ حجرات:۱۲)

مطلب: دنیا کی ساری خوشی وخوش حالی اور امن وسکون کی پر بہار فضا اخلاق وکردار کی بلندی سے ہے، اگر انسان اپنے اخلاقی فرائض کو پوری طرح ایمان داری سے انجام دے تو حکومتوں اور جماعتوں کے قوانین اور اصول ضابطے کی کوئی ضرورت ہی نہ رہے، اس لئے قرآن مجید نے پوری انسانیت کو مہذب وشائستہ زندگی گذارنے اور بداخلاقی ورزائل سے پاک رہنے کی تعلیم دی، اللہ تعالیٰ نے مومن بندوں کو بھی اخلاقی ہدایات دیں، ان میں سے چند تذکرہ کیا گیا جس میں فرمایا کہ کسی کے بارے میں بدگمانی رکھنے اور غلط سوچنے سے بچو، کیونکہ بدگمانی تمام معاشرتی برائیوں کی جڑ ہے، آدمی جب کسی کے بارے میں بدگمان ہوجاتا ہے تو اس کے ہر فعل وقول کو غلط معنی پہنانے لگتا ہے، پھر اس کا ذہن منفی رخ اختیار کرلیتا ہے، اس کی برائیاں تلاش کرنا اور عیوب بیان کرنا اس کا محبوب مشغلہ بن جاتا ہے، اس کو اس کے کسی کام میں حسن نیت نظر نہیں آتا جس کے نتیجہ میں آپس میں نفرت اور دشمنی پیدا ہونے لگتی ہے اور جھگڑے لڑائی تک نوبت جا پہونچتی ہے، اس لئے اللہ نے اپنے بندوں کو اس سے باز رہنے کی تاکید فرمائی، البتہ اگر کوئی شخص ایسا کام کررہا ہو جس سے دوسرے کو بدگمانی ہورہی ہو تو کام کرنے والا اس بدگمانی کو دور کرنے کی کوشش کرے جس کی مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں موجود ہے کہ ایک دفعہ آپؐ اعتکاف میں بیٹھے تھے، رات کو ازواج مطہرات میں سے کوئی آپ سے ملنے آئیں، آپ ان کو واپس پہونچانے جارہے تھے کہ اچانک دو انصاری صحابی آگئے، وہ آپ کو دیکھ کر واپس پھرنے لگے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً انہیں آواز دی اور فرمایا کہ یہ میری بیوی فلاں ہیں، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر مجھے کسی کے ساتھ بدگمانی بھی کرنی ہوتی تو کیا آپ کے ساتھ کرتا؟ ارشاد ہوا شیطان انسان کے اندر خون کی طرح دوڑ جاتا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطانی وسوسوں کے آنے سے پہلے ان کے ذہن کو صاف کردیا، اس لئے آپ بھی کوئی ایسا عمل کررہے ہوں جن سے دیکھنے یا سننے والے غلط فہمی کے شکار ہوسکتے ہیں تو فوراً ان کی غلط فہمی کا ازالہ کردیجئے، آیت میں اللہ نے بندوں سے کسی کی ٹوہ میں نہ پڑنے کی بھی تاکید کی، کیونکہ کسی کی کمزوری تلاش کرکے اس کو رسوا کرنا مومنانہ صفت کے خلاف ہے، آگے رب کائنات نے غیبت وچغل خوری سے بھی منع فرمایا اور اس کی شناعت کو مثال سے سمجھایا کہ یہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کی طرح ہے، اگر ہم میں کا ہر شخص ان اخلاقی ہدایات پر عمل کرلے تو یقین مانئے کہ معاشرہ اور سماج امن وامان کا گہوارہ ہوجائے گا اور کسی کو بھی کسی سے شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔

صلہ رحمی سے رزق اور عمر میں اضافہ ہوتا ہے

''حضرت سلمان بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسکین پر صدقہ کرنا، صرف صدقہ ہے اور رشتہ داروں پر صدقہ کرنا دوگنا ہے، یعنی صدقہ کا ثواب اور صلہ رحمی کا بھی ثواب ملتا ہے'' (سنن نسائی، کتاب الزکوۃ، باب الصدقۃ علی الاقارب)

وضاحت: اسلام نے رشتہ داروں اور قرابت داروں کے ساتھ نیکی وبھلائی کرنے کو بہت بڑی عبادت بتلایا اور ان کے ساتھ لطف ومحبت سے پیش آنے کو بڑے اجر وثواب کا عمل قرار دیا ہے، اگر آپ کسی عام محتاج وپریشان حال اور ضرورت مند کی حاجت روائی کرتے ہیں تو وہ بھی بلاشبہ ایک بڑا کار خیر ہے، اس کے نتیجہ میں رب کائنات آپ کو دنیا وآخرت میں ترقیات سے نوازیں گے، لیکن اگر آپ نے اپنے کسی ضرورت مند رشتہ دار وعزیز واقارب کے ساتھ خیر خواہی کرتے ہیں، ان کی طرف دست تعاون بڑھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے صلہ میں آپ کو دہرا اجر عطا فرمائیں گے، ایک تو صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا اور دوسرے صلہ رحمی کرنے کا، کیونکہ اس سے تعلق اور محبت ومودت کا رشتہ قائم رہتا ہے جس کے باعث زندگی خوشگوار انداز میں گذرتی ہے، اس لئے شریعت نے والدین کے بعد درجہ بدرجہ دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کو اصل نیکی قرار دیا ہے ''وبالوالدین احسانا وبذی القربی'' کہ ماں باپ اور قرابت والے کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے، کیونکہ اسلام میں معاشرتی تعاون کا آغاز گھر سے ہوتا ہے، پھر وہ رشتہ داروں تک وسیع ہوتا ہے اور پھر اس کا دائرہ پوری جماعت کو حاوی ہوتا ہے، بخاری شریف کی ایک روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ مجھے کوئی ایسی بات بتائیے جو مجھے جنت میں لے جائے، فرمایا کہ خدا کی بندگی کرو، کسی کو اس کا ساجھی نہ بناؤ، نماز پوری طرح ادا کرو، زکوٰۃ دو اور قرابت داروں کا حق ادا کرو، دوسری جگہ فرمایا کہ جو قرابت کا حق ادا نہ کرے گا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا، کیونکہ صلہ رحمی کرنے سے رزق اور عمر میں کشادگی اور برکت ہوتی ہے اور قطع رحمی سے نحوست اور مصیبت طاری ہوتی ہے، ایسا شخص اللہ کی رحمتوں سے محروم رہے گا، حتی کہ حدیث پاک میں یہاں تک کہا گیا کہ قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا، علامہ سید سلیمان ندویؒ نے فرمایا کہ اس حدیث کی تشریح مادی توجیہ سے بھی کی جاسکتی ہے کہ انسان کے خانگی افکار اور خاندانی جھگڑے بہت کچھ اس کے لئے اضمحلال، تکرار اور دلی پریشانی کا سبب ہوتے ہیں، لیکن جو لوگ اپنے خاندان والوں کے ساتھ نیکی کے برتاؤ، صلہ رحم اور خوش خلقی سے پیش آتے ہیں، ان کی زندگی میں خانگی مسرت، انشراح اور طمانیت خاطر رہتی ہے، جس کی وجہ سے ان کی دولت اور عمر دونوں میں برکت اور زیادتی ہوتی ہے، آگے تحریر فرماتے ہیں کہ صلہ رحمی کا کمال یہ نہیں ہے کہ جو بدلہ کے طور پر صلہ رحم کا جواب صلہ رحم سے دے، بلکہ یہ ہے کہ جو قطع رحم کرتا ہے، اس کے ساتھ بھی صلہ رحم کیا جائے یعنی جو قرابت کا حق ادا نہیں کرتے ہیں ان کا حق ادا کیا جائے (سیرۃ النبی:۶/۴۷۷) اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ اگر اللہ نے آپ کو مال ودولت کی نعمتوں سے نوازا ہے تو اللہ کے رضا وخوشنودی کی خاطر رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کیجئے اور ان میں جو محتاج وضرورت مند ہیں ان کی مالی مدد کیجئے اور اس کے عوض کوئی مادی منفعت کے حصول کو دل سے نکال دیجئے، تاکہ اللہ کے یہاں آپ کے اجر وثواب میں کمی نہ ہونے پائے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

بات نہ کرنے کی قسم کھانا

س: دو بھائیوں میں زمین کو لے کر تنازع ہوا، ایک نے قسم کھائی ''خدا کی قسم میں اس (دوسرے بھائی) سے نہ کبھی بات کروں گا اور نہ اس کی خوشی وغمی میں شریک ہوں گا، پانچ سال ہوگئے، اب تک وہ اپنی قسم پر قائم ہے، ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

ج: بات نہ کرنے اور خوشی وغمی میں شریک نہ ہونے کی قسم کھانا قطع رحمی ہے، جس پر کتاب وسنت میں شدید وعید آئی ہے، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:''وَاتَّقُوا اللہَ الَّذِیْ تَسَاءَ لُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا'' (سورۃ النساء: ۱) اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو اور قریبی رشتوں کے معاملہ میں بھی اللہ سے ڈرتے رہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنے بھائی کو ایک سال تک چھوڑے رکھا (بات چیت اور تعلقات توڑے رکھا) تو اس نے گویا اپنے بھائی کا خون کردیا:''عن ابی خراش السلمی انه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: من هجر اخاه سنة فهو کسفک دمه'' (ابو داؤد، ص:۶۷۳، باب فی هجرة الرجل اخاه)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر دو آدمیوں میں جھگڑا ہو تو تین دنوں میں مصالحت کرلینی ضروری ہے، اگر تین دنوں میں مصالحت نہیں ہوئی اور اس کے بعد ان میں سے کسی کا انتقال ہوگیا تو جہنم میں جائے گا:''عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لایحل لمسلم أن یهجره اخاه فوق ثلث، فمن هجر فوق ثلث فمات دخل النار'' (ابو داؤد، ص:۶۷۳، باب هجرة الرجل اخاه)

صحیح بخاری کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رشتہ توڑنے والا جنت میں نہیں جائے گا:''لایدخل الجنة قاطع'' (۲/۸۸۵) نیز آپؐ نے فرمایا: کسی شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے یعنی بات چیت بند کردے کہ دونوں کا آمنا سامنا ہو تو ایک ادھر کو منہ پھیرے اور دوسرا ادھر کو منہ پھیرے اور دونوں میں بہترین شخص وہ ہے جو سلام میں پہل کرے:''عن ابی ایوب الانصاری رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لایحل الرجل أن یهجر اخاه فوق ثلث لیال یلتقیان فیعرض هذا ویعرض هذا وخیرهما الذی یبدأ بالسلام'' (صحیح البخاری: ۲/۸۹۷)

لہذا شخص مذکور پر ضروری ہے کہ وہ اپنی قسم کو توڑ دے، اپنی آخرت کی بھلائی اور بہتری کے لئے اپنے بھائی سے مل جائے اور قسم کا کفارہ ادا کرے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کوئی قسم کھائی پھر اس کے بعد اس نے اس سے بہتر کام دیکھا تو اسے چاہئے کہ بہتر کام کو انجام دے اور قسم کا کفارہ ادا کردے:''قال علیه الصلوٰة والسلام: من حلف علی یمین فرأی غیرها خیرا منها فلیأتها ولیکفر عن یمینه'' (صحیح مسلم: ۲/۴۸، باب ندب من حلف یمینا فرأی غیرها خیرا منها)

تمہاری کمائی مجھ پر حرام ہے

س: ماں نے اپنے بیٹے سے کسی بات پر غصہ میں قسم کھائی کہ میں تمہاری کمائی نہیں کھاؤں گی، تمہاری کمائی مجھ پر حرام ہے، اس کے بعد لڑکا روپیہ بھیجتا رہا اور ماں اس کو اپنے مصرف میں لاتی رہی، ایسی صورت میں کیا قسم ٹوٹ گئی اور کفارہ دینا ہوگا؟

ج: حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کرلینا قسم ہے:''یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَا تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللہُ لَکَ'' (التحریم: ۱) ''تحریم الحلال یمین'' (الفتاوی الهندیة: ۲/۵۵) لہذا ماں نے جب کہا: میں تمہاری کمائی نہیں کھاؤں گی، تمہاری کمائی مجھ پر حرام ہے تو یہ قسم ہوگئی، اب جبکہ وہ اس کی کمائی استعمال کرلی تو قسم ٹوٹ گئی، قسم کا کفارہ دینا ہوگا: ''فمن حرم علی نفسه شیئاً مما یملکه لم یصر محرما ثم اذا فعل مما حرمه قلیلا او کثیراً حنث ووجب الکفارة کذا فی الهدایة'' (الفتاوی الهندیة: ۲/۵۵)

بیوی کا شوہر سے پیسہ نہ لینے کی قسم کھانا

س: میاں بیوی میں رقم کے معاملہ میں ''تنازع ہوا، بیوی نے کہا اللہ قسم میں اب آپ سے ایک روپیہ بھی نہیں لوں گی، گھریلو اخراجات کے لئے شوہر بیوی کے مطالبہ کے بغیر خود ہی روپیہ دیتا ہے، جسے بیوی لے کر استعمال کرتی ہے تو کیا قسم ٹوٹ گئی یا مانگنے پر ٹوٹے گی؟

ج: صورت مسئولہ میں جبکہ بیوی نے قسم کھائی کہ ایک روپیہ بھی نہیں لوں گی، تو اب وہ شوہر سے روپیہ خواہ مانگ کرلے یا بلا مانگے بہر صورت شوہر سے روپیہ لینے پر قسم ٹوٹ گئی اور اس پر قسم کا کفارہ لازم ہوگا۔

قسم کا کفارہ

س: قسم کا کفارہ کیا ہے، اگر کوئی رقم دینا چاہے تو کتنا روپیہ دینا ہوگا؟

ج: قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کھانا کھلانا ہے یا ان کو ایک ایک جوڑا کپڑا پہنانا ہے، اگر رقم ادا کرنا چاہیں تو ایک مسکین کو دو وقت کھانے کی قیمت کم از کم ۱۰۰ روپے کے حساب سے ایک ہزار روپے، دس مسکین کو فی کس ۱۰۰ روپے دینا ہوگا، اگر کوئی آدمی غریب ہو اور ان چیزوں کے ذریعہ کفارہ ادا کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو تین دن مسلسل روزہ رکھنا ہوگا:''لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللہُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِکُمْ وَلٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَیْمَانَ فَکَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰکِیْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِیْکُمْ اَوْ کِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ ذٰلِکَ کَفَّارَةُ اَیْمَانِکُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ (المائدة: ۸۹) ۔فقط

واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف پٹنہ

پھـــــــــــلـــــــــــواری شـــــــــــریف

جلد نمبر 62/72 شمارہ نمبر 31 مورخہ ۲۳ر محرم الحرام ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۲ر اگست ۲۰۲۲ء روز سوموار

عظیم اتحاد کی نئی وزارت

تینتیس (۳۳) افراد پر مشتمل بہار میں عظیم اتحاد کی نئی وزارت نے حلف برداری کے بعد اپنا کام کاج سنبھال لیا ہے، نتیش کمار وزیر اعلیٰ، تیجسوی یادو نائب وزیر اعلیٰ کے ساتھ جنہیں وزیر بنایا گیا ان میں کانگریس سے ایک، جدیو سے ایک، اور تین راشٹریہ جنتال دل کے کل پانچ مسلمان بھی وزارت تک پہونچ گیے ہیں، مسلم وزراء میں صرف زماں خان پہلی حکومت میں وزیر تھے، بھاجپا کوٹہ سے شاہنواز حسین بھی تھے، لیکن وہ بی جے پی اتحاد کے ٹوٹنے کی وجہ سے حاشیہ سے بھی باہر چلے گیے، بقیہ چار وزراء کانگریس کے آفاق احمد اور راشٹریہ جنتا دل کے محمد اسرائیل منصوری، محمد شاہ نواز عالم اور ڈاکٹر شمیم احمد صاحب پہلی بار وزارت کی کرسی تک پہونچے ہیں، یہ نئے لوگ ہیں، کام کرنے کا ان میں حوصلہ ہے، نتیش کمار کی قیادت ہے اور تیجسوی ان کے دست وبازو ہیں، سیاسی اتحاد سات پارٹیوں کی مجبوری ہے اور اقتدار تک پہونچنے کی فطری خواہش بھی۔ اس لیے امید کی جاتی ہے کہ یہ اتحاد ۲۰۲۴ء تک چلا جائے گا۔

عظیم اتحاد میں شامل بھارتیہ کمیونسٹ پارٹی (مالے) نے حکومت میں شامل ہونے سے انکار کر دیا، جیتن رام مانجھی اپنے بیٹے کو وزیر بنانے میں پہلی حکومت میں بھی کامیاب تھے اور اس بار بھی کامیاب رہے، ایک آزاد ایم ایل اے بھی حق وفاداری میں وزیر بن گیے ہیں، وزارت میں پانچ مسلمانوں کے ساتھ ۱۷؍ او بی سی اور ای بی سی، چھ (٦) اعلیٰ ذات اور پانچ ایس سی سے تعلق رکھنے والے ہیں، اس طرح کوشش کی گئی ہے کہ ہر اعتبار سے معتدل اور متوازن وزارت کی تشکیل کی جائے۔

یہ مرحلہ تو تمام ہوا، لیکن حکمراں اتحاد کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ بہار ہندوستان میں غربت کے اعتبار سے تیسرے نمبر پر ہے، یہاں ہر دوسرا شخص خط افلاس سے نیچے مقام پر ہے، اس لیے یہاں معیار زندگی کی بلندی کے لیے غذائیت، صحت، تعلیم کے محاذ پر کام کرنے کی ضرورت ہے، بے روزگاری اور مہنگائی نے ریاست کے باشندوں کی کمر توڑ رکھی ہے، دوسری طرف صورت حال یہ ہے کہ بہار ان چار ریاستوں میں شامل ہے، جس کا مالیاتی خسارہ مالیاتی کمیشن کے مقررہ حدود سے آگے ہے، یہ ایک اچھی بات ہے کہ تیجسوی یادو نے وزارت ملتے ہی اپنے انتخابی وعدہ دس لاکھ روزگار فراہم کرانے کے وعدہ کو دہرایا ہے اور نتیش کمار نے سرکاری ملازمتوں کے علاوہ غیر منظّم سکٹر میں دس لاکھ اور ملازمت دینے کا وعدہ کیا ہے، یہ وعدے زمین پر اتر جاتے ہیں تو بیروزگاری دور ہوگی اور اگر یہی ایک کام نئی حکومت نے کر دکھایا تو ۲۰۲۴ء کے پارلیمانی انتخاب میں منظر کچھ اور ہی ہوگا، یہ حکومت کے لیے ایک چیلنج ہے، عظیم اتحاد کی حکومت نے اس چیلنج کو قبول کر لیا ہے۔

بلقیس بانو کے مجرمین

جس دن ہمارے وزیر اعظم خواتین کے تحفظ اور ان کو با اختیار بنانے کی ضرورت پر یوم آزادی کے موقع سے لال قلعہ کی فصیل سے قوم کو خطاب فرما رہے تھے، اسی دن گجرات سرکار نے ان گیارہ مجرمین کو جیل سے رہا کر دیا جسے عدالت عظمیٰ (سپریم کورٹ) نے بلقیس بانو کی اجتماعی عصمت دری معاملہ میں عمر قید کی سزا سنائی تھی، ان مجرمین کی رہائی سے بلقیس بانو کو سخت صدمہ پہونچا اور ان کے شوہر یعقوب رسول حیرت زدہ رہ گیے، برسوں بعد انہیں مجرمین کو سزا ملنے سے اطمینان ہوا تھا، لیکن اب انہیں پھر سے اپنے تحفظ کی فکر ستا رہی ہے کہ کہیں یہ غنڈے پھر سے ان کو ستانے کے لیے نہ آدھمکیں۔

بات ۳؍مارچ ۲۰۰۲ء کی ہے جب گجرات فساد کے موقع سے بلقیس بانو پر آفت ٹوٹ پڑی تھی اس کے خاندان کے سات افراد بشمول اس کی تین سالہ بیٹی کو اس کی آنکھوں کے سامنے قتل کر دیا گیا تھا، بلقیس بانو اس وقت پانچ ماہ کی حاملہ تھیں اور ان کی عمر اکیس سال تھی، غنڈوں نے ان کے ساتھ اجتماعی عصمت دری کی، زمانے تک بلقیس بانو ایف آئی آر درج کرانے کے لیے تھانے کے چکر لگاتی رہی، لیکن معاملہ درج نہیں ہوا، بالآخر حقوق خواتین سے متعلق بعض تنظیموں کے ذریعہ معاملہ سپریم کورٹ پہونچا، نامزد ملزم اٹھارہ تھے، لیکن ۲۰۰۸ء میں سی بی آئی عدالت نے چودہ افراد کو مجرم قرار دیا اور انہیں عمر قید کی سزا سنائی، تین دنیا سے چل بسے، باقی گیارہ افراد کی سزا کو ممبئی ہائی کورٹ نے بھی برقرار رکھا، اور مجرمین جیل کی سلاخوں کے پیچھے رہے۔

آزادی کے پچھہتر سال مکمل ہونے پر مرکزی حکومت نے ایک گائیڈ لائن جاری کیا، جس کے مطابق طویل مدت سے جیل میں رہ رہے قیدیوں کو آزادی کے امرت مہوتسو کے موقع سے آزاد کرنے کی تجویز تھی، البتہ مرکزی حکومت نے یہ واضح کر دیا تھا کہ اس سہولت سے عصمت دری کرنے والے فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے، اس ہدایت کے خلاف ریاستی حکومت نے ان مجرمین کو رہا کر کے اس ملک کی خواتین کو ذلیل کرنے کا کام کیا ہے، گجرات حکومت کا یہ فیصلہ وزیر اعظم کے اس اعلان کی بھی خلاف ورزی ہے، جس میں انہوں نے خواتین کے تحفظ اور ان کو با اختیار بنانے کے عزم کا اظہار کیا تھا، مجرمین رہا کر دیے گیے، لیکن بلقیس بانو کو سپریم کورٹ کی ہدایت کے باوجود نہ مکان دیا گیا، اور نہ سرکاری ملازمت، اب یہ مجرمین آزاد ہو گیے ہیں، یہ سب بلقیس بانو کے گاؤں کے ہی ہیں، یہ بات سب کو معلوم کہ گھنونے کام کو کرنے والے بلقیس بانو کے پڑوسی ہی تھے، ایسے میں پھر ایک بار بلقیس بانو کے لیے تحفظ کا مسئلہ کھڑا ہو گیا ہے، طویل قانونی جنگ لڑنے کے بعد بلقیس بانو پھر سے اپنے کو غیر محفوظ محسوس کر رہی ہے، اس لیے گجرات حکومت کو ان کے خاندان کے تحفظ کا معقول انتظام کرنا چاہیے کیوں کہ ان مجرمین کے حوصلے بہت بڑھ گیے ہیں اور وہ سمجھنے لگے ہیں کہ ان کے اوپر حکومت کا ہاتھ ہے، وہ قتل اور عصمت دری جیسے جرائم کے ارتکاب کے باوجود آزادانہ گھوم سکتے ہیں، اور ان کے حامیوں نے جس طرح ان مجرمین کی رہائی کے بعد خوشیاں منائیں، جیل سے باہر آنے پر ان کا استقبال کیا اور مٹھائیاں تقسیم کیں، یہ ایک خطرناک رجحان ہے، لیکن گجرات میں انتخاب ہونے ہیں، اس لیے حکومت ہندتوا ووٹ کو متحد کرنے کے لیے اس خطرناک رجحان پر پابندی لگانے کے موڈ میں نظر آ رہی۔

مفت کی ریوڑی

ہمارے وزیر اعظم نریندر مودی اصطلاحات کے وضع کرنے، جملے پھینکنے اور رائے دہندگان کو لبھانے کے لیے نت نئی تعبیرات وتدابیر اختیار کرنے میں دنیا کے ممتاز ترین لوگوں میں ہیں، ان کے جملے پھینکنے کی ادا سے لوگ اس قدر مانوس ہو گیے ہیں کہ وہ خوب سمجھتے ہیں کہ مودی جی قول وعمل کے تضاد کے شکار ہیں، اس لیے ان کی باتوں سے لطف اندوز ہونے میں کوئی بُرائی نہیں ہے۔

وزیر اعظم نے جو اصطلاح وضع کی ہے ان میں سے ایک مفت کی ریوڑی کی تقسیم بھی ہے، دہلی کے وزیر اعلیٰ اروند کیجریوال نے اپنی ریاست میں بعض خدمات کو عوام کے لیے فری کر دیا ہے، بجلی، پانی مفت فراہم کرنے کی مقدار متعین کی، سرکاری اسکولوں کی تعلیم کو معیاری بنانے کے ساتھ بڑی حد تک فیس وغیرہ سے آزاد کر دیا، یہی نعرہ انہوں نے گجرات میں دیا، پنجاب میں ان کی حکومت میں بہت ساری سہولتیں دی جا رہی ہیں، لیکن یہ بات مودی جی کو پسند نہیں ہے، ان کا خیال ہے کہ رائے دہندگان کو لبھانے کے لیے یہ مفت کی ریوڑی تقسیم کی جا رہی ہے اور اس کلچر کو فروغ دینے سے حکومت کے اوپر غیر معمولی بوجھ پڑے گا۔

عوام کی سوچ یہ ہے کہ ریاست کو عوام کی فلاح وبہبود کے لیے کام کرنا چاہیے۔ اسلام کا اصول تو یہ ہے کہ امرا سے زکوٰۃ کی رقم لے کر غرباء پر خرچ کیا جائے، ہمارے وزیر اعظم کا معاملہ الٹا ہے وہ غریبوں سے لے کر اسے امراء تک پہونچاتے ہیں، ان کے قرض معاف کر دیتے ہیں، ارب پتیوں کے دس لاکھ کڑوڑ قرضے معاف کرنے کی بات عوام وخواص کے علم میں ہے، سرکار نے غذائی اجناس کو بھی جی اس ٹی کے دائرہ میں لا دیا ہے، جس کی وجہ سے عام ہندوستانیوں کو پریشانیوں کا سامنا ہے، ایسے میں ایک محدود مقدار میں مفت ضروری سامانوں کی سپلائی کو مفت کی ریوڑی کہہ کر مذاق نہیں اڑایا جا سکتا۔

عوام تک مفت ضروریات زندگی کی فراہمی کی روایت انتہائی قدیم ہے، سرکاری اسکولوں میں مفت تعلیم، سرکاری اسپتالوں میں مفت علاج، ہر ماہ مفت راشن، مختلف سرکاروں کے ذریعہ آزادی کے بعد سے ہی فراہم کیا جاتا رہا ہے، کیا ان سب کو مفت کی ریوڑی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے اور کیا ایسا کہہ کر عوام اور ان سرکاروں کی توہین نہیں کی جا رہی ہے، جنہوں نے اس اسکیم کو رائج کیا۔

دراصل مودی جی نے اروند کیجرال کے فری اسکیم کا مذاق اڑا کر ملکی معیشت کی زبوں حالی کا اقرار کیا ہے۔ اگنی پتھ اسکیم لا کر فوجیوں کے پنشن سے پہلو تہی کرنا اسی زبوں حالی کا لازمی نتیجہ ہے۔ تازہ اطلاع کے مطابق یہ معاملہ سپریم کورٹ پہونچ گیا اور عدالت نے اس معاملہ پر اپنا موقف واضح کرتے ہوئے کہہ دیا کہ وہ انتخابی وعدوں پر پابندی نہیں لگا سکتی، اس سے کیجریوال کو تھوڑی راحت ضرور ملی ہے، لیکن اس سے سیاسی پارٹیوں کے جھوٹے وعدے کرنے کا ایک مقابلاتی دوڑ شروع ہو گیا ہے، جو پہلے بھی کم نہیں تھا۔

طلاق حسن کا معاملہ

مرکزی حکومت کے ذریعہ تین طلاق کے خلاف قانون بنانے کے بعد پورے نظام طلاق پر ہی پابندی لگانے کے منصوبے بنائے جاتے رہے ہیں، غازی آباد کی بے نظیر حنا اس منصوبہ کا حصہ بنیں اور سپریم کورٹ میں طلاق حسن کو بھی کالعدم قرار دینے کی عرضی داخل کی، اس کا کہنا تھا کہ عدالت عظمیٰ نے طلاق حسن پر کوئی فیصلہ نہیں دیا ہے۔

جسٹس ایس کے کول اور جسٹس ایم ایک سندریش کی بینچ نے اس معاملہ کی سماعت کی اور عرضی گذار پر واضح کر دیا کہ آئین کی دفعہ ۱۴۲؍ کے تحت مرد کو طلاق دینے کا حق ہے۔ اگر وہ اپنی ازدواجی زندگی سے مطمئن نہیں ہے تو اس کے پاس رشتہ کو ختم کرنے کا یہ ایک طریقہ ہے، عدالت نے یہ بھی واضح کیا کہ اسلام میں عورت کو خلع کا اختیار حاصل ہے اور وہ اپنی غیر مطمئن ازدواجی زندگی کا اختتام خلع کے ذریعہ کر سکتی ہے، شادی ایک معاہدہ ہے، اور عدالت کی نظر میں اس معاہدہ کو توڑا بھی جا سکتا ہے۔ یہ باہمی رضامندی کی صورت میں خلع کے ذریعہ ہو سکتا ہے، اور یہ عدالت کی مداخلت کے بغیر بھی ممکن ہے، عدالت نے واضح لفظوں میں بے نظیر حنا کے وکیل پنکی آنند کو کہا کہ اگر شوہر مہر کی رقم بڑھا دے تو کیا آپ کی مؤکلہ طلاق پر تصفیہ کر سکتی ہے، عدالت نے کہا کہ ہم فوری طور پر درخواست گذار کے موقف سے مطمئن نہیں ہیں اور ہم اسے کوئی ایجنڈا نہیں بنا سکتے، اگلی سماعت کے لیے ۲۹؍ اگست کی تاریخ مقرر ہوئی ہے۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کو اس مقدمہ میں مضبوط انداز میں سامنے آنا چاہیے اور اپنی استطاعت وقوت کے بقدر اسلام کے نظام طلاق کو عدالت کے سامنے رکھنا چاہیے۔ قلم مخالفین کے ہاتھ میں ہونے کے باوجود ہم اسلام کے نظام طلاق کی معقولیت سے صرف نظر نہیں کر سکتے۔ اس لیے کہ جن مذاہب میں طلاق کے ذریعہ ازدواجی زندگی کا تصور نہیں ہے وہاں خواتین کو قتل کرنے کا مزاج عام ہے اور اگر یہ ممکن نہیں ہوتا تو اسے لٹکا کر رکھا جاتا ہے اور زندگی اجیرن بنا دی جاتی ہے، وہ نہ تو دوسری شادی کر سکتی ہے اور نہ ہی شوہر اس کا حق ادا کرتا ہے، ہمیں یہ بات خوب اچھی طرح ذہن نشیں کر لینی چاہیے کہ طلاق کا صحیح استعمال بھی عورتوں کے حق میں نعمت ہی ہے۔

یادوں کے چراغ

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مولانا محمود حسن حسنی ندویؒ

مولانا محمود حسن حسنی ندویؒ بھی اللہ کو پیارے ہوگئے، ۱۳محرم الحرام ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۲/اگست ۲۰۲۲ء بروز جمعہ بوقت ساڑھے نو بجے صبح انہوں نے لکھنؤ کے ایک ہوسپٹل میں آخری سانس لی، وہ کڈنی کے مرض میں مبتلا تھے، علاج کے لئے چنڈی گڈھ بھی گئے ڈائیلائس بھی کیا جا تا رہا، مرض بڑھتا گیا اور پھر وقت متعین پر وہ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جنازہ ان کی سکونت خاتون منزل لایا گیا، تجہیز وتکفین کے بعد جنازہ کی پہلی نماز بعد نماز جمعہ ندوہ کی مسجد کے باہر حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء نے پڑھائی وہاں سے اپنی آخری آرام گاہ تکیہ رائے بریلی منتقل کئے گئے جہاں دوسری بار جنازہ کی نماز حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ نے بعد نماز عصر پڑھائی اور سینکروں سوگواروں کی موجودگی میں تکیہ شاہ علم اللہ کے آبائی قبرستان میں رائے بریلی میں تدفین عمل میں آئی پس ماندگان میں اہلیہ اور ایک بیٹی ہیں، جو مولانا سید سلمان الحسنی ندوی کے صاحب زادہ مولانا یونس حسینی کے نکاح میں ہیں، مولانا سے چھوٹے دو بھائی مفتی مسعود حسنی ندوی اور مولانا منصور حسنی ندوی بھی حی القائم ہیں۔

مولانا محمد حسن حسنی ندوی بن سید حسن حسنی بن سید محمد مسلم حسنی کی ولادت تکیہ رائے بریلی کے خانوادہ حسنی سادات میں ۲۸/جمادی الالی ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۲ جولائی ۱۹۷۱ء کو ہوئی، ان کے نانا مولانا محمد ثانی حسنی ندویؒ (۱۶/فروری ۱۹۸۲ء) تھے، ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب میں حاصل کرنے کے بعد ان کا داخلہ مدرسہ ضیاء العلوم رائے بریلی میں کرا دیا گیا، وہاں سے وہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنوآ گئے، یہاں انہوں نے ثانویہ اور عالمیت کے نصاب کی تکمیل کی اور سند پائی، ان کی علمی تشنگی باقی تھی چنانچہ انہوں نے ندوہ ہی سے دوسالہ تخصص فی الحدیث کا ارادہ کیا اور ۱۹۹۲ء میں اس سے فراغت پائی، انہوں نے المعہد العالی الدعوۃ والفکر الاسلامی کا ایک سالہ کورس بھی مکمل کیا۔

تدریسی زندگی کا آغاز مدرسہ ضیاء العلوم دائرہ عرفات رائے بریلی سے کیا، وہ وہاں کے تحقیقی شعبے سے وابستہ بھی رہے اور مذہبی صحافت کو آگے بڑھانے میں کلیدی کردار ادا کیا، اللہ رب العزت نے اس کام کے لئے بہترین مواقع فراہم کئے، انہوں نے پیام عرفات کی مجلس ادارت کے رکن ماہنامہ رضوان لکھنؤ کے معاون مدیر اور پندرہ روزہ تعمیر حیات کے پہلے معاون ایڈیٹر اور بعد میں نائب مدیر کی ذمہ داریاں سنبھالیں، جسے وہ آخری دم تک نبھاتے رہے۔

مولانا محمود حسن حسنی ندویؒ کو اللہ تعالی نے تصنیف وتالیف کی بہترین صلاحیت عطا فرمائی تھی، انہوں نے بزرگان دین اور خانوادۂ حسنی کے نامور افراد کی سیرت وسوانح مرتب کی، وہ اپنے نانا کی طرح حسنی خاندان کے انساب اور اس خاندان کے رجال سے واقفیت میں ممتاز تھے، اپنی اس صلاحیت سے انہوں نے خوب خوب فائدہ اٹھایا اور سیرت وسوانح پر ضخیم ضخیم جلدیں تیار کردیں، سوانح حضرت مولانا ابرار الحق، ایک فرشتہ صفت انسان، حیات عبدالباری، سوانح مولانا سید محمد عبداللہ حسنی ندوی، مولانا محمد یونس جون پوری، شخصیت اور خدمات، مولانا محمد زبیر کاندھلوی، اور تاریخ اصلاح وتربیت (دو جلدیں) اہم اور مقبول ہیں، انہوں نے اپنی تحقیقی ذوق سے خانواہ علم اللہی کی کئی کتابوں کو بھی تحقیق وتعلیق کے ساتھ شائع کرایا، ان میں میزاب رحمت اور خانوادہ علم اللہی تالیف مولانا محمد ثانی حسنی ندوی کو خاص اہمیت حاصل ہے، مولانا واضح رشید ندویؒ اور مولانا محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ کے وہ رفیق سفر ہوا کرتے تھے، اس کی روداد "رفتار کارواں" اور مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کی آپ بیتی "اوراق زندگی" کو بھی انہوں نے مرتب کیا، ان کی آخری کتاب "ہدیہ درود وسلام" تھی جس کا اجراء حال ہی میں عمل میں آیا تھا۔

مولانا مرحوم کا مطالعہ وسیع اور تصنیف وتالیف ان کا بہترین مشغلہ تھا، وہ بہترین انشاء پرداز اور خانوادہ حسنی کے اوصاف وکمالات کے مجموعہ تھے وہ شیریں سخن اور بے تکلف انسان تھے کسی بھی موقع سے سختی اور ترش روی سے خود کو دور رکھتے تھے، وہ ان قضیوں سے بھی خود کو الگ تھلگ رکھنے میں کامیاب رہے، جس نے وقتی طور پر ہی سہی بہتوں کو پریشانی میں مبتلا کیا۔

مولانا مرحوم سے میری ملاقات کوئی تیس سال پرانی تھی، جب مولانا سلمان الحسینی ندوی صاحب نے شباب اسلام کو وجود بخشا اور اس کی سرگرمیاں پورے ہندوستان میں پھیلیں، تحریک کے دست وبازو بننے کی وجہ سے اور میرا آنا جانا کثرت سے لکھنو ہونے لگا تو مولانا سے بار بار ملاقات ہوتی رہی، بعض دوروں اور کیمپوں میں جو شباب کی جانب سے منعقد کیے گیے، مولانا محمود حسینیؒ بھی ساتھ رہے، اور عمر میں تفاوت کے باجود ہماری ان سے رفاقت بڑھتی ہی رہی۔

میری آخری ملاقات ان سے ۱۱/مارچ ۲۰۱۸ء کو جلسہ پیام انسانیت کے موقع سے ہوئی تھی، یہ اجلاس میرے قائم کردہ مدرسہ معہد العلوم الاسلامیہ چک چمیلی سرائے ویشالی میں ہوئی تھی، مولانا مرحومؒ اس قافلہ کے ساتھ تھے جو یہاں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم کی قیادت میں آیا تھا اور جسم میں مولانا واضح رشید ندوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا شاہد صاحب کے ساتھ مولانا مرحوم بھی شامل تھے اس موقع سے میں نے اپنی کتاب "نامے مرے نام" پیش کیا تو کہنے لگے اس میں میرا کوئی خط تو ہے ہی نہیں، میں نے کہا کہ آپ نے لکھا ہی کب؟ موبائل کی سہولت نے یہ موقع دیا ہی نہیں، اسی وقت ایک خط میرے نام لکھا جس میں میری سرگرمیوں کے حوالہ سے بڑے خوش کن اور وقیع کلمات تھے، وہ خط "یادوں کے چراغ" کی دوسری جلد میں شامل ہے، لیکن ابھی کتاب طباعت کے مرحلہ سے نہیں گذری اور مولانا ہم سے جدا ہوگئے۔

اللہ تعالی مولانا مرحوم کی مغفرت فرمائے ان کے درجات بلند کرے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، غم کی اس گھڑی میں ہم سب خانوادہ حسنی کے ساتھ ہیں اور اس غم کو اپنا غم محسوس کرتے ہیں رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

کتابوں کی دنیا

: مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

روشن تر الفاظ

اظہار انسان کا فطری جذبہ ہے، جو لوگ حساس طبیعت کے ہوتے ہیں، وہ اس اظہار کو رنگ وروپ دینے پر قادر ہوتے ہیں، کبھی نثر میں اور کبھی نظم میں۔

جناب ابوالخیر نشتر کی کتاب "روشن تر الفاظ" (مجموعہ منظومات) ان کے شعری اظہار کی خوبصورت شکل ہے۔ جس میں انہوں نے حمد وثنا اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے گہری عقیدت ووارفتگی کے اظہار کے بعد رمضان المبارک کی برکتوں اور رحمتوں کو منظوم کلام میں ڈھالا ہے، جس میں ادبی چاشنی بھی ہے اور پیغام محبت بھی، جدت طرازی بھی ہے اور ندرت بھی، پھر جب ماہ صیام گذرنے لگتا ہے تو شاعر کا قلب وجگر باران رحمت سے محرومی کے باعث کرب واضطراب میں ڈوب جاتا ہے، اور اشعار کے قالب میں الوداعیہ سوز کی جھلک عیاں ہونے لگتی ہے، اس حقیقت کو الحاج غلام سرور مرحوم نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے: "شاعر نے بڑی محنت وکاوش سے یہ تمام نظمیں کہی ہیں، اور برجستگی، روانی، سلاست، تغزل کی چاشنی اور دینی آگہی کی تمازت کلام میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ نشتر کی یہ کاوش قابل قدر ہے اور مجموعہ قابل مطالعہ ہے، خاص کر قافلۂ سحر کے رت جگا یاران رمضان کے لیے تو یہ ایک تحفۂ گراں قدر ہے۔ (صفحہ۔۱۴)

اگر آپ ان کے اس مجموعہ منظومات پر غور فرمائیں گے تو اندازہ ہوگا کہ وہ ایک سنجیدہ اور حساس طبیعت کے شاعر ہیں، ان کے کلام میں تشبیہات واستعارات کے روشن ٹکڑے نظر آئیں گے، جو دلوں کو چھو لینے والے ہیں، انہوں نے ماہ مقدس کی آمد پر جو اشعار پیش کیے ہیں، اس سے آپ بھی لطف اندوز ہوں۔

ماہ مقدس تو ہی ماہ قرآن ہے
تیری آمد سے روشن دل اور ایمان ہے

☆☆☆

بھیگی بھیگی سی رت ہے موسم سہانہ
مسحور کن ہے آج سارا زمانہ

ان اشعار میں شاعر نے اپنی قلبی وارفتگی کا اظہار بڑے خوبصورت پیرایہ میں کیا ہے، رمضان المبارک کی راتیں کس قدر مسحور کن ہوتی ہیں وہ ہر صاحب ایمان پر ظاہر ہے۔ اب ذرا رمضان کے الوداعی موقع پر کہے گئے چند مصرعے بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔

انسان بنانے آیا تھا ، انسان بنا کر جانے لگا
عرفان و تجلی کے جلوے رمضان لٹا کر جانے لگا

اس شعر میں شاعر کی ایمانی بصیرت پوری طرح جلوہ نما ہے، جناب نشتر صاحب نے ان اشعار کے تعلق سے فرمایا کہ میں نے کلام رمضان کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے، آمد، الوداع اور سلام۔

ان منظومات کے توسط سے عصر نو کے اہم تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے نئی تکنیکوں اور جدت طرازیوں کے نئے جوہر سے اپنے فکری سرمایوں کو مزین کرنے کی کوشش وکاوش کی ہے۔ اپنے طرز تکلم کے ذریعہ اہل فکر ونظر کے ساتھ اہل ایمان کو بھی متاثر کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کے خاطر خواہ نتائج بھی برآمد ہوتے ہیں۔ (صفحہ۱۹)

لائق وافائق مصنف کی محنت قابل داد ہے، جدید اردو شاعری میں جدت، ندرت اور انفرادیت کے متلاشیوں کے لیے اس مجموعہ میں یقیناً یافت کی خوشی ہے، جس کے لیے مصنف کو مبارک باد دیتا ہوں، اس مجموعہ کا گیٹ اپ دیدہ زیب اور طباعت صاف ستھری ہے۔ ۱۲۰/صفحات پر مشتمل اس مجموعہ کی قیمت دو سو روپئے طبع ہے۔ شعر وادب سے ذوق رکھنے والے اصحاب فکر ونظر کتاب منزل جنگی مسجد بتیا، مغربی چمپارن سے طلب کر سکتے ہیں، یا براہ راست مصنف وشاعر کے موبائل نمبر 9931452289 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

فضائل سیدنا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے متعلق ارشاد فرمایا "یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ! تو ان دونوں سے محبت فرما اور جو ان سے محبت رکھے اسکو اپنا محبوب بنالے۔ (جامع ترمذی)

☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی گود مبارک میں بٹھایا اور آپ کے لبوں کو بوسہ دے کر دعاء فرمائی: "اے اللہ میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ اور جو ان سے محبت رکھے اس کو اپنا محبوب بنالے۔ (جامع ترمذی، ابواب المناقب)

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے حسن اور حسین رضی اللہ تعالی عنہما سے محبت کی، اس نے درحقیقت مجھ ہی سے محبت کی اور جس نے حسن اور حسین رضی اللہ تعالی عنہما سے بغض رکھا اس نے مجھ ہی سے بغض رکھا۔ (ابن ماجہ)

حکایات اہل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

اخلاص کی برکت سے کام ادھورا نہیں رہتا...

سیدنا حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک علاقے کا شہزادہ تھا، وہ گرفتار ہوکر پیش ہوا، حضرت عمرؓ چاہتے تھے کہ اس بندے کو قتل ہی کروادیں کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف بہت ہی زیادہ مصیبت بنائی ہوئی تھی، چنانچہ آپ نے اسے قتل کرنے کا حکم دیدیا، جب قتل کا حکم دے دیا تو اس نے کہا، جی کیا آپ میری آخری تمنا پوری کرسکتے ہیں؟ آپ نے پوچھا، کون سی؟ اس نے کہا مجھے پیاس لگی ہوئی ہے، لہذا مجھے پانی کا پیالہ دیجئے، آپ نے حکم دیا کہ اسے پانی کا پیالہ پلادو چنانچہ اسے پانی کا پیالہ دے دیا گیا۔

جب اس نے پانی کا پیالہ ہاتھ میں لیا تو کانپنا شروع کردیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، بھئی! آپ کانپ کیوں رہے ہیں؟ کہنے لگا، مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ میں ادھر پانی پینے لگوں گا اور ادھر جلاد مجھے قتل کردے گا، اس لئے مجھ سے پیا نہیں جا رہا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: تو فکر مت کر جب تک تو یہ پانی نہیں پی لیتا اس وقت تک تجھے قتل نہیں کیا جائے گا، جیسے ہی آپ نے یہ کہا تو اس نے پانی کا پیالہ زمین پر گرادیا اور کہنے لگا، جی آپ قول دے چکے ہیں، کہ جب تک میں پانی کا یہ پیالہ نہیں پیوں گا آپ مجھے قتل نہیں کریں گے، لہذا اب آپ مجھے قتل نہیں کرسکتے، حضرت عمرؓ فرمایا: ہاں میں نے قول دیا تھا لہذا اب میں تجھے قتل نہیں کرتا، جیسے ہی آپ نے کہا کہ میں تجھے قتل نہیں کرتا تو اس وقت وہ کہنے لگا، جی اچھا، آپ نے فرمایا کہ آپ مجھے قتل نہیں کریں گے لیکن میری بات سن لیجئے کہ آپ مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان بنا دیجئے، آپ نے پوچھا، بھئی! آپ پہلے تو مسلمان نہیں بنے اب بن رہے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ پہلے آپ میرے قتل کا حکم دے چکے تھے، اگر میں اس وقت کلمہ پڑھ لیتا تو لوگ کہتے کہ موت کے خوف سے مسلمان ہوا ہے، لہذا میں چاہتا تھا کہ کوئی ایسا حیلہ کروں کہ موت کا خوف ٹل جائے، پھر میں اپنی مرضی سے اسلام قبول کروں اور لوگوں کو پتہ چل جائے کہ اللہ کی رضا کے لئے اسلام قبول کیا ہے...تو مخلص بندے کا کام کبھی ادھورا نہیں رہتا، بلکہ ہمیشہ رب العزت اس کو پورا کردیتے ہیں'' (خطبات ذوالفقار: ۹۱/۱۲)

چراگاہ سے دربارِ خلافت تک

سیدنا حضرت عمر بن خطابؓ اپنے زمانہ خلافت میں ایک مرتبہ فوج کو لے کر مکہ مکرمہ کی پہاڑی پر چڑھ رہے تھے، دوپہر کا وقت ہے، چلچلاتی دھوپ ہے، ایک جگہ کھڑے ہوگئے اور نیچے وادی میں دیکھنا شروع کردیا، فوج ساری کھڑی ہے، پسینہ میں شرابور ہے، کوئی سایہ نہیں، بچاؤ کی صورت نہیں، سب پریشان ہوگئے، کسی نے کہا امیر المؤمنین، خیریت تو ہے؟ آپ یہاں کھڑے ہیں، فرمایا میں نیچے وادی میں دیکھ رہا ہوں، جہاں اسلام لانے سے پہلے میں اپنے اونٹوں کو چرانے آتا تھا اور لڑکپن میں مجھے اونٹ چرانے کا طریقہ نہیں آتا تھا، میرے اونٹ خالی پیٹ گھر جاتے تو میرے والد خطاب مجھے ڈانٹتے تھے اور کہتے تھے کہ عمر کیا کامیاب زندگی گذارے گا، تجھے تو اونٹ بھی چرانے نہیں آتے ہیں، اس وقت کو یاد کر رہا ہوں کہ جب عمر کو جانور چرانے نہیں آتے تھے اور آج اس وقت کو دیکھ رہا ہوں کہ جب اسلام اور قرآن کے صدقے میں اللہ نے عمر کو امیر المومنین بنادیا ہے، یہ کتاب یوں اٹھاتی ہے، ہم بھی اگر اس کو پڑھیں گے اللہ رب العزت ہمیں بھی عزت عطا فرمائیں گے۔ (دوائے دل، ص: ۶۵)

منہ سے مشک کی خوشبو آنے لگی

امام عاصمؒ جب مسجد نبوی میں جاتے تھے تو وہاں قرآن پاک پڑھا کرتے تھے، ان کے منہ سے خوشبو آیا کرتی تھی، کسی نے پوچھا، حضرت! کیا آپ منہ میں اِلائچی رکھتے ہیں یا کوئی اور چیز رکھتے ہیں، ہم نے اتنی خوشبو کبھی کہیں نہیں سونگھی، وہ کہنے لگے، نہیں۔ بات یہ ہے کہ ایک مرتبہ خواب میں نبی علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ عاصم! تو اتنی محبت کے ساتھ قرآن پڑھتا ہے کہ مجھے بہت پسند آتا ہے، آؤ میں تمہارے منہ کو بوسہ دے دوں، جب سے نبی علیہ السلام نے خواب میں میرے منہ کا بوسہ لیا ہے، اس وقت سے میرے منہ سے خوشبو آتی ہے۔ سبحان اللہ (خطبات ذوالفقار: ۱۰/۱۷۴، خطبات ذوالفقار: ۱۱/۶۰)

خدا کے در کو تھام لیجئے

حافظ ابن قیم فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ ایک گلی سے گذر رہا تھا، ایک دروازہ کھلا، میں نے دیکھا کہ کوئی آٹھ نو سال کا بچہ ہے اور اس کی ماں اس سے خفا ہوکر اس کو تھپڑ لگا رہی ہے، اس کو دھکے دے رہی ہے کہہ رہی ہے تو نافرمان بن گیا ہے، میری کوئی بات نہیں سنتا، کوئی کام نہیں کرتا، دفع ہوجا، چلا جا، یہاں سے یہ کہہ کر ماں نے جو دھکا دیا تو وہ بچہ گھر سے باہر آگیا، فرماتے ہیں کہ ماں نے کنڈی لگالی، اب میں وہیں کھڑا رہ گیا کہ دیکھوں اب ہوتا کیا ہے؟ فرماتے ہیں بچہ رو رہا تھا، چونکہ مار پڑی تھی، خیر وہ اٹھا اور کچھ سوچتا ایک طرف کو چلنے لگا، چلتے چلتے وہ ایک گلی کے موڑ پر پہونچا، وہاں کھڑے ہوکر وہ کچھ سوچتا رہا اور سوچنے کے بعد اس نے پھر واپس آنا شروع کردیا اور چلتے چلتے اپنے گھر کے دروازے پر آگرا اور بیٹھ گیا، تھکا ہوا تھا، رو بھی کافی دیر سے رہا تھا، دہلیز پر سر رکھا، نیند آگئی، وہیں سوگیا، چنانچہ کافی دیر کے بعد اس کی والدہ نے کسی کام کے لئے دروازہ کھولا تو کیا دیکھتی ہے کہ بیٹا اسی دہلیز پر سر رکھے پڑا ہوا ہے، والدہ کا غصہ ابھی ٹھنڈا نہیں ہوا تھا، وہ پھر ناراض ہونے لگی اور کہنے لگی چلا جا یہاں سے، دور ہوجا، میری نگاہوں سے، جب اس نے پھر اسے ڈانٹا اب وہ بچہ کھڑا ہوگیا، آنکھ میں آنسو آگئے، کہنے لگا، امی جب آپ نے گھر سے دھتکار دیا تھا تو میں نے سوچا تھا کہ میں چلا جاؤں، میں بازار میں جاکر بھیک مانگ لوں گا، مجھے کچھ نہ کچھ کھانے کو مل جائے گا، امی میں نے سوچا تھا کہ میں کسی کے جوتے صاف کردوں گا، کچھ کھانے کو مل جائے گا، امی! میں کسی کے گھر کا نوکر رہ جاؤں گا، مجھے جگہ بھی مل جائے گی، مجھے کھانا بھی مل جائے گا، امی یہ سوچ کر میں گلی کے اس موڑ تک چلا گیا تھا، مجھے دل میں یہ خیال آیا کہ مجھے دنیا کی سب نعمتیں مل جائیں گی، لیکن امی جو محبت مجھے آپ دے سکتی ہیں، یہ محبت کہیں نہیں مل سکتی، امی یہ سوچ کر میں واپس آگیا ہوں، امی میں اسی در پر پڑا ہوں تو مجھے دھکے دے یا مار، میں کہیں نہیں جا سکتا، جب اس بچے نے یہ بات کہی تو ماں کی ماما جوش میں آئی، اس نے بچے کو سینے سے لگالیا اور کہا میرے بیٹے، اگر تیرے دل میں یہ کیفیت ہے کہ جو محبت میں تجھے دے سکتی ہوں وہ کوئی نہیں دے سکتا تو میرے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔

اس طرح اگر ہم دربار خدا کو تھام لیں تو خدائے پاک اپنی رحمت و مغفرت سے ہمیں چمٹا لیں گے۔

موئے سفید پر مغفرت

یحیٰ بن اکثم رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا، پوچھا: حضرت آگے کیا ہوا؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میری پیشی ہوئی، مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یحیٰ! تم میرے پاس کیا لائے ہو؟ میں نے کہا اے اللہ! میرے پاس اعمال کا ذخیرہ تو ہے، نہیں، البتہ ایک حدیث مبارک میں نے سنی ہے، پوچھا کونسی حدیث؟ عرض کیا، اے اللہ! میں نے اپنے استاد معمر سے سنا، انہوں نے زہری سے سنا، انہوں نے عروہ سے سنا، انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، انہوں نے جبرئیل علیہ السلام سے سنا اور جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ میرا وہ بندہ جو کلمہ گو ہوا اور اس کے بال سفید ہوجائیں اور اس حال میں وہ میرے سامنے پیش کردیا جائے تو اس کے سفید بالوں کو دیکھ کر مجھے حیا آتی ہے اور میں ایسے بندے کو عذاب نہیں دیا کرتا، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے بھی ٹھیک سنا، معمر نے بھی ٹھیک سنا، زہری نے بھی ٹھیک کہا، عروہ نے بھی ٹھیک کہا، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی ٹھیک کہا، میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ٹھیک کہا، جبرئیل نے بھی ٹھیک کہا اور ہم نے بھی سچ کہا، مجھے سفید بالوں والے مومن سے واقعی حیا آتی ہے، یحیٰ، تیرے سفید بالوں کو دیکھ کر میں نے جہنم کی آگ کو تیرے اوپر حرام کردیا۔

پردے کا مخالف ہکا بکا رہ گیا

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ ایک مرتبہ سفر کر رہے تھے، ایک انگریز اپنی میم صاحبہ کو لے کر آیا اور سامنے بیٹھ گیا، اب میم تو بے پردہ تھی، جب اس کو پتہ چلا کہ یہ حضرت مدنیؒ ہیں تو اس نے چھیڑ چھاڑ شروع کردی، کہنے لگا کہ دیکھو اسلام اپنی عورتوں کو گھروں میں جیل کی طرح قید رکھتا ہے، ہم تو اپنی عورتوں کو آزادی دیتے ہیں، دیکھئے، یہ میرے ساتھ گھوم گھام رہی ہے، زندگی کے عیش و آرام کے دن گزار رہی ہے، حضرت مدنیؒ پہلے تو سنتے رہے، پھر آپ نے سوچا کہ یہ سیدھی طرح تو ماننے والا نہیں، ٹیڑھی انگلی سے کھیر نکالنی پڑے گی، چنانچہ گرمی کا موسم تھا، آپ کا شاگرد بھی آپ کے ساتھ تھا اور قدرتاً شکن جبیں بنانے کے لئے کچھ لیموں وغیرہ اور چینی اپنے ساتھ رکھوائی تھی، آپ نے اسے اشارہ کیا کہ ذرا شکن جبیں کے ایک دو گلاس بناؤ، بہت گرمی ہے، اس نے تھرمس سے ٹھنڈا پانی نکالا، چینی ملائی اور لیموں کاٹا، اب جب انگریز کے سامنے لیموں کٹا تو اس کے منہ میں بھی پانی آگیا، وہ بھی بڑی شوق کی نظروں سے شکن جبین کو دیکھ رہا ہے، اب اس سے حضرت مدنیؒ نے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ آپ بڑی محبت بھری نظروں سے اس شکن جبین کو دیکھ رہے ہیں؟ اس نے کہا، جی آپ کو پتہ ہے کہ گرمی ہے، پیاس ہے اور لیموں تو چیز ہی ایسی ہے کہ اس کو دیکھ کر منہ میں پانی آتا ہے، اب حضرت نے اس پر چوٹ لگائی کہ جس طرح گرمی کے موسم میں پیاسا لیموں دیکھے تو اس کے منہ میں پانی آتا ہے تو یہ جو تمہاری میم صاحب بیٹھی ہیں، اس کو دیکھ کر جتنے بھی ریل میں مرد ہیں سب کے منہ میں پانی آرہا ہے، اب تو وہ ایسا شرمندہ ہوا کہ اس کی نظریں نیچی لگ گئیں، اس واقعہ میں ان لوگوں کے لئے درس عبرت ہے جو پردے کی مخالفت کرتے ہیں، آج دنیا میں بہت سی خرابیاں بے پردگی کی وجہ سے ہورہی ہیں، جس پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔

ایثار و ہمدردی میں جان کی قربانی

اسلام کی تاریخ میں ایثار و محبت کے ایسے ایسے واقعات پیش آئے جن کے بارے میں آج کی دنیا تصور بھی نہیں کرسکتی، کیا جنگ یرموک کا واقعہ یاد نہیں ہے کہ ایک صاحب شہید ہونے والے ہیں، تڑپ رہے ہیں، العطش العطش (پیاس، پیاس) پکار رہے ہیں، ان کا چچازاد بھائی پانی لے کر جاتا ہے، دوسری طرف سے آواز آتی ہے، وہ اپنے ہونٹ کو بند کرلیتا ہے اور اشارہ کرتا ہے کہ میری بجائے میرے بھائی کو پانی دیا جائے، ادھر جاتے ہیں تو تیسری طرف سے آواز آتی ہے، وہ بھی ہونٹ بند کرلیتے ہیں اور وہ تیسری طرف بھیج دیتے ہیں، جب تیسری جگہ جاتے ہیں تو وہ آدمی فوت ہوجاتا ہے، فوراً لوٹ کر دوسرے کے پاس آتے ہیں، وہ بھی فوت ہوچکے ہوتے ہیں، پھر جب لوٹ کر پہلے کے پاس آتے ہیں تو دیکھا کہ وہ بھی فوت ہوچکے ہوتے ہیں، پھر جب لوٹ کر پہلے کے پاس آتے ہیں تو دیکھا کہ وہ بھی فوت ہوچکے ہیں، یوں اپنی زندگی کے آخری لمحات میں بھی دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دینے کی تعلیمات اسلام نے دی ہیں، پوری دنیا اپنی ٹیکنالوجی کے باوجود یہ مثالیں کبھی بھی پیش نہیں کرسکتی، ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی زندگی اسلام کی تعلیمات کے مطابق گزاریں تاکہ کفر کی دنیا کے سامنے اسلام کی حقیقتیں کھل سکیں، اسلام کی حقانیت ان کے سامنے آجائے اور وہ سارے کے سارے اسلام کے دامن میں داخل ہوجائیں، آج مسلمانوں کی بے عملی کی وجہ سے دوسرے لوگ اسلام میں داخل ہونے سے گھبراتے ہیں، ماضی کی تاریخ بتلاتی ہے کہ ہندستان میں صوفیاء کرام نے اپنے اخلاق و کردار سے لوگوں کو متاثر کیا اور اس کی وجہ سے وہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے، اگر ہم بھی اسلامی اخلاق کا صحیح نمونہ پیش کریں تو دنیا میں بہار آجائے گی۔ (خطبات ذوالفقار: ۵/۱۰۲)

بندے ہوا گر رب کے تو رب سے مانگو

مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی

کئی دنوں پہلے کی بات کہ ایک واقعہ پر میری نظر پڑی، بڑا عبرت خیز، دل کو جھنجوڑنے والا، مناسب سمجھا اسی واقعہ کی روشنی میں ایک تحریر قلم بند کی جائے، واقعات نہایت ہی زیادہ اثر انگیزی رکھتے ہیں، واقعات کے ذریعے بات کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ پہلے واقعہ سنئے، پھر مضمون کی طرف چلتے ہیں۔

ایک بادشاہ راستہ بھٹک کر کسی ویرانے میں جا پہنچا جہاں ایک جھونپڑی تھی اس میں رہنے والے شخص نے مسافر سمجھ کر بادشاہ کی بڑی خدمت کی جس پر بادشاہ بہت خوش ہوا جب جانے لگا تو اس نے اپنی انگلی سے انگوٹھی اتاری اور کہا: تم مجھے نہیں جانتے کہ میں بادشاہ ہوں یہ انگوٹھی اپنے پاس رکھو جب کبھی کوئی ضرورت پیش آئے تو ہمارے محل آجانا دروازے پر جو دربان ہوگا اسے یہ انگوٹھی دکھا دینا ہم کسی بھی حالت میں ہوں گے وہ ہم سے ملاقات کرادے گا یہ کہتے ہوئے بادشاہ چلا گیا کچھ دن بعد جب اس شخص کو کوئی ضرورت پیش آئی تو وہ بادشاہ کی طرف روانہ ہوا محل کے دروازے پر پہنچ کر کہا بادشاہ سے ملنا ہے دربان نے اوپر سے نیچے تک دیکھا کہ اس کی کیا اوقات ہے بادشاہ سے ملنے کی، کہنے لگا نہیں مل سکتے اس شخص نے پھر وہ انگوٹھی دکھائی اب جو دربان نے دیکھا تو آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں یہ بادشاہ کی مہر لگانے والی انگوٹھی آپ کے پاس؟ بادشاہ کا حکم تھا کہ یہ انگوٹھی جو لیکر آئے گا ہم جس حالت میں ہوں اسے ہمارے پاس پہنچا دیا جائے چنانچہ دربان اسے ساتھ لیکر بادشاہ کے خاص کمرے تک گیا دروازہ کھلا ہوا تھا اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ بادشاہ نماز میں مشغول ہے اب یہ جو شخص وہاں چل کر آیا تھا پھر اس کی نظر پڑی کہ بادشاہ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے یہ دیکھ کر وہ وہیں سے واپس ہوگیا اور محل کے باہر جانے لگا دربان نے کہا مل تو لو اس شخص نے کہا اب نہیں ملنا کام ہوگیا اب واپس جانا ہے وہ شخص تھوڑی دور چلا گیا جب بادشاہ فارغ ہوگیا دربان نے کہا ایسا ایسا آدمی آیا تھا یہاں تک آیا پھر واپس جانے لگا بادشاہ نے کہا فوراً لیکر آؤ ہمارا محسن ہے واپس لایا گیا بادشاہ نے کہا آئے ہو تو ملے ہوتے ایسے کیسے چلے گئے؟ اس نے کہا کہ بادشاہ سلامت! اصل بات یہ ہیکہ آپ نے کہا تھا کہ کوئی ضرورت پیش آئے تو آجانا ہم ضرورت پوری کردیں گے مجھے ضرورت پیش آئی تھی میں آیا اور آکر دیکھا کہ آپ بھی کسی سے مانگ رہے ہیں تو میرے دل میں خیال آیا کہ بادشاہ جس سے مانگ رہا ہے کیوں نہ میں بھی اسی سے مانگ لوں! یہ ہے وہ چیز کہ ہمیں جب کبھی کوئی ضرورت پیش آئے بڑی ہو یا چھوٹی اس کا سوال صرف اللہ پاک سے کیا جائے کہ وہی ایک در ہے جہاں مانگی ہوئی مراد ملتی ہے۔

یہ بڑا ہی عبرت خیز واقعہ ہے کہ جب بادشاہ وقت، حاکم وقت بھی رب کا محتاج ہے، اس سے وہ بھی مستغنی نہیں تو جس سے بادشاہ سوال کر رہا ہے اس سے براہ راست سوال کیوں نہ کیا جائے، وہ سوال کرنے پر خوش ہوتا ہے، عدم سوال پر ناراض ہوتا ہے، ''مجھ سے مانگو، سوال کرو، میں تمہارے مانگنے اور دعا کرنے کو قبول کرتا ہوں، بیشک جو لوگ مجھ سے مانگنے میں تکبر کرتے ہیں، ان کو ذلیل کر کے جہنم میں داخل کردیں گے'' (غافر:۶۰)۔

اسی کی مصداق یہ آیت کریمہ ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''اے لوگو! تم اللہ کے محتاج وفقیر ہو اور اللہ تو غنی و بے نیاز ہے اور بذات خود لائق حمد وثنا ہے۔ وہ بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج وفقیر۔ اب اگر ہم اللہ کے سوا کسی اور کے آگے دست سوال دراز کرتے ہیں تو یہ ایسا ہی ہے کہ ایک بھکاری دوسرے بھکاری سے بھیک مانگ رہا ہو اور یہ ایک نامعقول بات ہے۔ مانگیں اس سے جو کسی کا محتاج نہیں، بلکہ سب اس کے محتاج ہوں۔ ہم نماز کی ہر رکعت میں اللہ تعالی سے کیا کہتے ہیں؟ یہی نا کہ یا اللہ! ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور صرف تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ اب اگر ہم نماز کے باہر دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلا دیں تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ ہم اپنی نمازوں میں اللہ تعالی سے جھوٹ بول رہے ہیں۔ اللہ تعالی نے ہمارے ہاتھ کسی اور کے آگے پھیلانے کے لئے نہیں بنائے، یہ ہاتھ اسی کے آگے پھیلانا چاہئے۔

حضرت امجد حیدر آبادی نے خوب کہا ہے:

ہر چیز مسبب سبب سے مانگو ۔۔۔ منت سے، خوشامد سے، ادب سے مانگو
کیوں غیر کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہو ۔۔۔ بندے ہو اگر رب کے، تو رب سے مانگو

مؤمن کو چاہئے کہ فقر وفاقہ سے ہرگز نہ گھبرائے۔ فقر وفاقہ پیغمبروں کی میراث اور خاصہ خاندان نبوت ہے، اس لئے فقر وفاقہ کی شکایت نہ کرے، صبر وشکر کے ساتھ اس کو پوشیدہ رکھے۔ سوال سے بچ کر حیا کی حفاظت کرے، جو ایمان کا حصہ ہے۔

سوال کی مذمت احادیث کی روشنی میں: احادیث مبارکہ میں سوال کی بہت زیادہ مذمت کی گئی ہے، بلکہ چھوٹی سی چھوٹی چیز کو بھی اللہ سے مانگنے کی ترغیب دی گئی ہے، سوال کی مذمت کو بیان کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت زبیر بن عوام، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص رسی لے اور لکڑی کا گٹھا اپنی پیٹھ پر اٹھا کر اس کو بیچے اور اللہ تعالی اس کی عزت کو محفوظ رکھے، تو یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے مانگے اور وہ اسے دیں یا نہ دیں۔ (صحیح البخاری: حدیث: ۱۴۱۴)

ایک دوسری روایت میں لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے کی مذمت کو بیان کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آدمی برابر مانگتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ قیامت کے روز ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر کوئی لوتھڑا گوشت کا نہ ہوگا''۔ (سنن النسائی، حدیث: ۴۹۶۲)

کس کے لئے سوال کرنا جائز ہے؟ ابن زنجویہ نے اپنی مشہور کتاب ''الأموال'' میں لکھا ہے کہ مانگنے اور دست سوال دراز کرنے کی مذمت کے حوالے سے نہایت سخت احادیث وارد ہوئی ہیں، اس لئے صدقہ لوگوں کے اموال کا میل کچیل ہوتا ہے، نہایت ضرورت مند کے لئے یہ حلال ہوسکتا ہے، ضرورت مند وہ شخص شمار ہوتا ہے، جس کے پاس اپنے اہل وعیال کے لئے رات ودن کا کھانا میسر نہ ہو، اسی لئے اللہ عز وجل نے لوگوں کے اموال کو ان کے مابین سوائے صاحب مال کی رضامندی کے حرام کردیا ہے، اگر آدمی مانگتا ہے، سوال کرتا ہے تو اس کے سوال کرنے کو ناپسند ہی کیا جاتا ہے، اگر دیتے بھی ہیں تو بغیر طیب خاطر، پژمردگی اور بے مزگی کے ساتھ، اس کی وجہ سے مانگنے والے کے لئے مانگا ہوا مال کا استعمال درست نہیں معلوم ہوتا، اگر مانگنا ہی ہو تو صالحین اور نیکوکاروں سے سوال کرو، اس لئے کہ صدقہ لوگوں کا میل کچیل ہوتا ہے، صالحین کا میل کچیل دیگر لوگوں کے میل کچیل سے بہتر ہوتا ہے، البتہ ہدیہ، ہبہ، قرض، عاریت کا سامان، عطیہ یہ مانگنے اور ممنوع مسئلے کے تحت داخل نہیں، ان چیزوں کے معیوب ہونے کے متعلق ان کے مکروہ ہونے سے متعلق ہمیں کوئی روایت نہیں ملی، بلکہ خود ادوار صالحین کے لوگ ضرورت پر قرض لیتے، بطور عاریت، بطور منحہ اور عطیہ لیتے؛ بلکہ یہاں تو قرض نہ دینا، بطور عاریت کسی چیز نہ دینا، ہدایا، تحائف کا تبادلہ آپس میں نہ کرنا ہی قابل مذمت ہے (الأموال ابن زنجویۃ: ۱۲۲/۳، مرکز الملک فیصل السعودیۃ)۔

البتہ سائل کا بھی حق ہے: البتہ سوال کی مذمت کے باوجود اگر کوئی سوال کرنے آتا ہے تو سائل کا حق ہے، اس کا خیال کرنا، اس کو دینا چاہئے، اس کو جھڑکنا، منع کرنا، اس کو دینے سے کترانا مناسب نہیں، اس لئے کہ اللہ عز وجل کا ارشاد ہے: ''وأما السائل فلا تنهر'' (سورۃ الضحی:۱۰) سائل اور مانگنے والے کو جھڑ کے نہیں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''سائل اور مانگنے والے کا حق گرچہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے''۔

مطابقِ نیت صدقہ کا ثواب: سامنے والے کی حالت، حیثیت، اس کی وجاہت شرافت رذالت پر نہیں نظر نہیں کرنا چاہئے، خواہ کوئی بدمعاش، بدقماش، چوراچکا، اصلاح نیت، درستگی قلب کے ساتھ دیا ہوا مال اللہ کے یہاں مقبول ہی نہیں ہوتا، بلکہ لوگوں کی اصلاح اور انکی درستگی احوال کا ذریعہ بن جاتا ہے: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ایک مرتبہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے اپنے دل میں یا کسی اپنے دوست سے کہا کہ میں آج رات میں اللہ کی راہ میں کچھ مال خرچ کروں گا، چنانچہ اس نے اپنے قصد وارادہ کے مطابق خیرات کے لئے کچھ مال نکالا، تاکہ اسے کسی مستحق کو دے دے اور وہ مال اس نے ایک چور کے ہاتھ میں دے دیا۔ اسے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ چور ہے کہ جس وجہ سے وہ خیرات کے مال کا مستحق نہیں ہے جب صبح ہوئی اور لوگوں کو چور کی زبانی معلوم ہوا تو بطریق تعجب لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ آج کی رات ایک چور کو صدقہ کا مال دیا گیا ہے۔ جب صدقہ دینے والے کو بھی صورتحال معلوم ہوئی تو وہ کہنے لگا کہ اے اللہ! تیرے ہی لئے تعریف ہے باوجودیکہ صدقہ کا مال ایک چور کے ہاتھ لگا اور پھر کہنے لگا کہ آج کی رات پھر صدقہ دوں گا تاکہ وہ مستحق کو مل جائے چنانچہ اس نے صدقہ کی نیت سے پھر کچھ مال نکالا اور اس مرتبہ بھی غلط فہمی میں وہ مال ایک زانیہ کے ہاتھ میں دے دیا، جب صبح ہوئی تو پھر لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ آج تو ایک زانیہ صدقہ کا مال لے اڑی وہ شخص کہنے لگا کہ اے اللہ! تعریف تیرے ہی لئے ہے اگرچہ اس مرتبہ صدقہ کا مال ایک زانیہ کے ہاتھ لگ گیا اور پھر کہنے لگا کہ آج کی رات پھر صدقہ دوں گا چنانچہ اس نے پھر کچھ مال صدقہ کی نیت سے نکالا اور اس مرتبہ پھر غلط فہمی میں وہ مال ایک غنی کے ہاتھ میں دے دیا، جب صبح ہوئی تو پھر لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ آج کی رات تو ایک دولت مند کو مل گیا۔ جب وہ شخص سویا تو خواب میں اس سے کہا گیا کہ تو نے جتنے صدقے دیئے ہیں سب قبول ہوگئے۔ کیونکہ صدقہ کا جو مال تو نے چور کو دیا ہے۔ وہ بے فائدہ اور خالی از ثواب نہیں ہے، ممکن ہے وہ اس کی وجہ سے چوری سے باز رہے اور صدقہ کا جو مال تو نے زانیہ کو دیا ہے ممکن ہے وہ اس کی وجہ سے زنا سے باز رہے اور صدقے کا جو مال تو نے دولت مند کو دیا ہے ممکن ہے وہ اس کی وجہ سے عبرت حاصل کرلے اور اللہ تعالی نے جو کچھ دیا ہے اس میں سے خرچ کرے۔ (بخاری ومسلم)

صدقہ دینے والے نے اللہ کی تعریف یا بطریق شکر کی کہ اللہ کا شکر ہے کہ میں نے صدقہ تو دیا اگرچہ وہ غیر مستحق ہی کے ہاتھ لگا یا پھر بھی بطریق تعجب یا اپنے دل کے اطمینان کے لئے اس نے اللہ کی تعریف کی۔ بہرکیف آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بنی اسرائیل کے اس شخص کا یہ واقعہ اس لئے بیان فرمایا تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ اللہ کی خوشنودی کی خاطر صدقہ و خیرات بہر نوع بہتر اور باعث ثواب ہے جس کسی کو بھی صدقہ دیا جائے گا ثواب ضرور پائے گا۔ (مشکاۃ، حدیث: ۳۷۴)

دینی کاموں کے لئے چندہ کرنا اعانت ہے: مدارس، مکاتب، دینی اداروں، تنظیموں، بیت المال وغیرہ کے لئے چندہ کرنا یہ سوال کرنا نہیں ہے؛ بلکہ یہ دین کی اعانت وخدمت ہے، دین کی نشر واشاعت میں حصہ لینا ہے، لیکن مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ فرماتے ہیں: کہ اس میں استغناء سے کام لیا جائے، زیادہ اصرار نہ کیا جائے، جس سے دین کی بے وقعتی ہوتی ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دور مبارک میں ہنگامی حالات میں لوگوں سے چندہ طلب کرتے، ہنگامی ضرورتوں کو پورا کرتے؛ بلکہ اسطرح شخصی ضروریات کا سامان بھی کرتے، حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک جماعت پیش ہوئی، جو ننگے پیر اور ننگے بدن تھی، جو چیتے کے کھال کی طرح کا صوف یا عبا پہنے ہوئے تھے اور تلواریں حمائل تھیں، ان میں سے زیادہ تر قبیلہ مضر کے لوگ تھے، ان کے چہروں سے فاقہ کشی کی حالت ٹپکتی تھی، ان کی حالتِ زار دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور سرخ ہوگیا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اذان دیں، جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جمع ہوئے تو حجرے میں داخل ہوئے، پھر تشریف لا کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے سورۃ النساء اور سورۃ الحشر کی آیات تلاوت فرمائیں جن میں اللہ رب العزت فرمایا کہ تمام انسانوں کو خواہ وہ امیر وکبیر ہوں یا فقیر وصغیر ایک انسانِ آدم سے پیدا کیا؛ لہٰذا تمام اولادِ آدم آپس میں بھائی بھائی ہیں، اور انہیں ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہئے، اور انسان کو ڈرنا چاہئے کہ کل وہ قیامت کے دن کیا کچھ اپنے کریم کے سامنے (خرچ کرکے) لے جا رہا ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یہ سن کر اثر تو ہونا ہی تھا، آن کی آن میں اناج وکپڑوں کا ڈھیر لگ گیا ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے درہموں کا ایک توڑا جو اس قدر وزنی تھا کہ ان سے اٹھایا نہ جاتا تھا لا کر پیش کیا، جوان فاقہ کشوں میں تقسیم کر کے ان کے افلاس کا علاج ہنگامی بنیادوں پر کیا گیا۔

ایک روایت میں حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی سائل یا حاجت مند شخص اپنی ضرورت اور حاجت کی طلب میں آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: ''اشفعوا توجروا، ويقضي الله على لسان نبيه صلى الله عليه وسلم ما شاء'' سفارش کر کے اجر حاصل کرو، اور اللہ عز وجل اپنی نبی کے زبانی اپنی چاہت کے مطابق فیصلہ فرماتے ہیں۔

اس کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں چندہ کا طریقہ یہ تھا کہ لوگوں سے اجتماعی یا انفرادی طور پر تعاون کی اپیل کی جاتی تھی، اور لوگ اپنی مرضی سے کبھی نقدی ادا کرتے تھے، اور کبھی سامان کی شکل میں تعاون کرتے تھے۔

بہرحال سوال کرنا اور مانگنا یہ پسندیدہ عمل نہیں ہے، آدمی اپنی محنت وتگ ودو اور جستجو سے کھائے، اپنے حلال کسب ومعاش کو اختیار کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو گھر کے سامان فروخت کر کے ایک روپیہ گھر میں دینے کے لئے کہا اور دوسرے روپئے سے دست مبارک سے کلہاڑی کا دستہ لگا کر اس کو محنت وجستجو کرنے کی ترغیب دلائی کہ آٹھ دن تک لکڑیاں کاٹ کر لانا اور اس سے گذر بسر کرنا، اس لئے کسی کے سامنے دست سول دراز کرنے کو درست نہیں سمجھا جاتا، بلکہ آدمی بنفس نفیس خود سے محنت کرے، اللہ سے برکت اور خیر وعافیت اور حال رزق کے راستوں کے کھلنے کے لئے دعا گو ہو۔

بندے ہوا گر رب کہ تو رب سے مانگو

عادتیں۔انسان کی پہچان کروادیتی ہے

مولانا سراج الدین ندوی

ہم جس عمل کو بار بار دہراتے ہیں،جس کے بغیر ہمیں ہماری زندگی ادھوری اور بے کیف معلوم دیتی ہے , وہ ہماری عادتیں کہلاتی ہیں۔عادتیں فطری نہیں ہوتیں،نہ وہبی ہوتی ہیں بلکہ وہ سوسائٹی اور معاشرے کی دین ہوتی ہیں۔ہم خود اپنی عادتوں کو کسب کرتے ہیں۔عادتیں انسانی زندگی میں ایک بڑا کردار ادا کرتی ہیں۔عادتیں اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ ہم کس قسم کے انسان ہیں؟عادتیں انسان کی پہچان کروادیتی ہیں۔بری عادتیں کسی آدمی کی بری تصویر بناتی ہیں جبکہ اچھی عادتیں اچھی تصویر بناتی ہیں۔اچھی زندگی جینے کا شوق ہے تو بری عادتیں چھوڑنی پڑیں گی۔معاشرے میں ایک سلجھے ہوئے شخص کے طور پر متعارف ہونا ہے تو اچھی عادتیں اپنانی ہی ہوں گی۔ہماری عادتیں ہمیں اپنی قدر و قیمت کا احساس دلاتی ہیں۔جو کچھ ہم بار بار کرتے ہیں اسی سے ہماری پہچان بنتی ہے۔یہ تو آسان سی بات ہے کہ کوئی بار بار اچھا کرتا ہے تو وہ یقیناً اچھا ہوگا اور جو بار بار برا کرے گا تو وہ برا ہی ہوگا۔

سوال یہ ہے کہ کیا عادتوں کو بدلا جاسکتا ہے؟اس کا سیدھا جواب یہی ہے کہ ”ہاں بدلا جاسکتا ہے“۔ایک انسان کو اللہ نے وہ طاقتیں عطا فرمائی ہیں کہ کسی دوسری مخلوق کو نہیں ملیں۔جو انسان شیر کو قابو میں کرسکتا ہے،جو چاند پر جاسکتا ہے وہ بھلا اپنی عادتوں پر قابو کیوں نہیں پاسکتا۔اس لیے یہ سوچنا کہ عادتیں بدلی نہیں جاسکتیں ایک گمراہ کن خیال ہے۔پست ہمتی کی علامت ہے۔انسان اگر عزم مصمم کرلے تو کتنی بھی پختہ ہوچکی بری عادت کو چھوڑ سکتا ہے۔جو لوگ بیڑی پیتے ہیں،گٹکا اور تمباکو کھاتے ہیں انھیں اکثر یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ کیا کریں منھ کو لگی ہے چھٹتی نہیں ہے۔حالانکہ میں کہتا ہوں کہ انھوں نے چھوڑنے کا پختہ عزم نہیں کیا۔اگر وہ ایک بار عہد کرلیتے کہ اب چاہے کچھ بھی ہوجائے۔یہاں تک کہ جان پر بھی بن آئے تو ہم ان برائیوں کے پاس نہیں جائیں گے۔انشاءاللہ ان کی عادات بھی چھوٹ جاتیں اور ان کی صحت بھی ٹھیک رہتی۔

اسی طرح بعض لوگوں میں جھوٹ بولنے،غیبت کرنے،سازشیں کرنے کی عادتیں ہوتی ہیں۔کچھ لوگ غرور اور تکبر میں مبتلا ہوتے ہیں۔کچھ ایسے ہیں جو اپنی ہی سنائے جاتے ہیں اور کسی کی نہیں سنتے،کچھ لوگ کسی جملے کی تکرار اس طرح کرتے ہیں کہ وہ ان کا تکیہ کلام بن جاتا ہے۔یہ سب اعمال عادتوں میں شمار ہوتے ہیں۔انھیں بھی بآسانی بدلا جاسکتا ہے۔اگر انسان کو احساس ہوجائے کہ اس کی عادتیں اسے جہنم کی طرف لے جارہی ہیں،جہاں ہمیشہ آگ میں جلنا ہوگا،تو وہ ان عادتوں کو چھوڑ سکتا ہے۔اسی طرح بعض لوگوں کی عادت ہے کہ وہ نماز میں سستی کرتے ہیں،نماز فجر کے وقت سوتے رہتے ہیں۔کہتے ہیں یہ ہماری عادت ہے۔یہ عادت نہیں غفلت ہے۔لاپرواہی ہے۔ذرا سی توجہ اور اللہ کی محبت اور ایمانی شعور سے انھیں بدلا جاسکتا ہے۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا عادتیں سماج اور معاشرے سے پرورش پاتی ہیں۔جیسی صحبت اختیار کی جائے گی ویسی ہی عادتیں پڑیں گی۔مثل مشہور ہے کہ اگر لوہار کی ورکشاپ میں بیٹھو گے تو کپڑے کالے ہوں گے اور اگر کسی عطر فروش کے پاس بیٹھو گے تو لامحالہ کپڑوں سے خوشبو آئے گی۔اس لیے ضروری ہے کہ اپنی صحبت اور اپنے مصاحبین کے انتخاب میں شعور سے کام لیا جائے۔اپنے بچوں کے دوستوں پر نظر رکھی جائے۔آج کل والدین کو اپنے بچوں کے بگڑنے کی بہت شکایت ہے۔میں دیکھ بھی رہا ہوں کے مسلم نوجوانوں کی اکثریت نشہ اور دوسری بری عادتوں میں ملوث ہورہی ہے۔اس کی بڑی وجہ یہی ہے ان کی دوستیاں برے لڑکوں سے ہیں۔اگر ابتداء میں ہی اس کی اصلاح کرلی جائے تو بری عادتیں نہیں پڑیں گی۔اس موقع پر یہ بھی ضروری ہے کہ جو والدین اپنے بچوں کی بری عادتوں سے پریشان ہیں وہ اپنی عادتوں پر بھی نظر ڈال لیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بھی اس کے شکار ہوں۔اس صورت میں والدین کی کسی نصیحت کا اثر بچے پر نہیں ہونے والا۔دوسری بات یہ دیکھ لیں کہ ان کا بچہ کیسے بچوں کے ساتھ وقت گزار رہا ہے۔کبھی کبھی ہم اپنے بچوں کو وقت نہیں دیتے،اس صورت حال میں بھی بچہ اپنی تنہائی دور کرنے کے لیے محلے کے لڑکوں سے دوستی کرلیتا ہے اور بگاڑ کے امکانات پیدا ہوجاتے ہیں۔جس طرح انسان میں بری عادتیں ہوتی ہیں اسی طرح اچھی عادتیں بھی ہوتی ہیں۔بعض لوگ بڑے مہمان نواز ہوتے ہیں۔دراصل یہ ان کی عادت بن جاتی ہے۔بعض لوگ خدمت کا جذبہ رکھتے ہیں۔ہر کسی کی مدد کے لیے حاضر رہتے ہیں،آپ انھیں ہر جائے حادثہ پر موجود پائیں گے۔یہ ان کی عادت ہے۔جس طرح خیانت کرنا بری عادت ہے اسی طرح کچھ لوگ انتہائی امانت دار ہوتے ہیں،وہ سکے اور نوٹ تک نہیں بدلتے،یہ بھی ان کی عادت ہے۔ہمیں اپنی روزمرہ کی زندگی میں اس بات کا جائزہ لینا چاہیئے کہ وہ کونسی عادتیں ہیں جو اخلاق اور صحت کے لیے نقصان دہ ہیں۔وہ کون سی عادتیں ہیں جن کی وجہ سے ہم اپنے سماج میں اچھے نام سے نہیں جانے جاتے،ہماری کن عادتوں سے ہمارے اہل خانہ یا اہل محلّہ کو پریشانی ہوتی ہے۔میں نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ وہ رات کو سوتے وقت چائے ضرور پیئیں گے،خواہ رات کے بارہ بج جائیں،انھیں چائے چاہئے،انھیں معلوم ہونا چاہئے کہ اگر انھیں چائے پینا ہی ہے تو اس وقت تک پی لیں جب تک ان کے گھر کی خواتین رات کے کھانے میں مصروف ہیں،جب وہ اپنی آرام گاہ میں چلی جائیں تو انھیں پریشان نہ کریں،بلکہ اپنی عادت کو بدل لیں۔ہر وہ عادت بھی بری ہوجاتی ہے جب اس کی وجہ سے کسی کو تکلیف ہوتی ہے۔بچوں کی عادتیں بدلوانے میں حکمت سے کام لیجیے۔انھیں ہر وقت ڈانٹنے سے پرہیز کیجیے۔سب سے پہلی بات تو یہ گرہ میں باندھ لیجیے کہ اپنے بچوں کی بری عادتوں کے باوجود بچوں کے سامنے ان کی کسی مہمان یا دوست سے برائی مت کیجیے۔بلکہ اپنے بچے کی اچھی عادتوں کی تعریف کیجیے۔جب بچہ آپ کی زبان سے اپنے لیے تعریف سنے گا تو اس کے اندر خود احساس شرمندگی بیدار ہوجائے گا۔اگر آپ اس کی سب سے برائیاں بیان کریں گے تو وہ ڈھیٹ ہوجائے گا۔اسی طرح ساری عادتوں کو یکسر نہ بدلوایئے بلکہ ایک ایک عادت کو ترک کرایئے۔اسی کے ساتھ اس کو بری عادت کے بدلے اچھی عادت ڈلوایئے۔مثال کے طور پر وہ بری صحبت کا شکار ہے تو خود اس کو وقت دیجیے،اپنے ساتھ سیر و سیاحت کو لے جایئے،کچھ اچھے لڑکوں کو اس کا دوست بنوایئے۔محض خشک وعظ بھی اثر انداز نہیں ہوتا۔ہمیشہ نصیحتیں بھی گراں گزرنے لگتی ہیں،اس لیے کچھ عملی انداز کی تدابیر اختیار کیجیے۔اچھے کاموں پر زبانی حوصلہ افزائی کے بجائے کچھ تحفے دیجیے۔ہم برے کام پر تنبیہ کرتے ہیں لیکن اچھے عمل پر خاموش ہوجاتے ہیں۔اس سے بھی بچے مایوسی کا شکار ہوجاتے ہیں۔ایک مسلمان کے لیے قرآن وحدیث کی تعلیمات اور سیرت رسول اور صحابہ کی زندگی ہی رہنما ہے۔اس لیے وہیں سے ہدایت لینی چاہئے۔صحابہ کرام کی زندگیوں میں جو انقلاب آیا وہ اسی عقیدے کی بنیاد پر آیا جو ہمارا بھی ہے۔یعنی وہ ایمان ہی تھا جس نے صحابہ کی ساری عادتیں بدلوادیں۔ہمیں بھی ہر وقت اپنے ایمان کا جائزہ لینا چاہیے،صرف ایمان کی طاقت ہی بری عادتوں کو چھڑواسکتی ہے،اگر ہم بھی اللہ،اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں،اگر ہمیں یقین ہے کہ ہمارے ہر عمل کا حساب ہوگا،اگر ہم سمجھتے ہیں کہ بری عادتیں نہ صرف ہماری دنیا برباد کریں گی بلکہ آخرت میں بھی ناکامی کا منھ دیکھنا پڑے گا تو ہم بھی اپنی بری عادتیں ختم کرکے اچھی عادتیں اپنا سکتے ہیں۔ہمیں یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ عادتوں اور خواہشوں کے غلام کبھی بڑی کامیابی حاصل نہیں کرسکتے۔

ملک کی ایک چوتھائی آبادی غربت کا شکار

محمد فاروق اعظمی

ملک کے پالیسی ساز اداروں کی میٹنگ کا حال بھی آج کل سیاسی اسٹیج جیسا ہی ہوگیا ہے۔طویل اور مختصر مدتی منصوبوں کی تشکیل،ان پر عمل درآمد اور عوام کو ان سے ہونے والے فائدے اور نقصان کا جائزہ لینے کے بجائے خوش کن تقریر، بلند بانگ دعوے،غیر عملی ایجنڈے کی بازگشت اور ان سب کے گرد گھومتی ہوئی سیاسی مقصد برآری ہی ایسی میٹنگوں کا حاصل ہوگیا ہے۔گذشتہ دنوں نیتی آیوگ کی گورننگ کونسل کا اجلاس وزیراعظم نریندر مودی کی صدارت میں پایہ تکمیل کو پہنچا ہے۔اس اجلاس میں وزیراعظم، وزیرداخلہ، وزیردفاع، وزیرخارجہ اور کم و بیش تمام ریاستوں کے وزرائے اعلیٰ موجود تھے۔دوران اجلاس وشوگرو اور عالمی لیڈر بننے کی دیرینہ آرزوؤں کا اظہار ہی ہوتا رہا لیکن ان آرزوؤں کی تکمیل کیلئے مطلوب کوئی حتمی اور ٹھوس بات نکل کر سامنے نہیں آئی اور نہ کوئی منصوبہ عمل ہی پیش کیا گیا۔ہاں ٹپ کے بند کے طور پر 5 کھرب امریکی ڈالر کی معیشت کا بار بار ذکر ضرور کیا گیا۔

اجلاس کے شہ نشیں وزیراعظم نریندر مودی کی تقریر جہاں خودستائشی کے محور پر گردش کررہی تھی، وہیں دوسرے وزرا بھی چائے سے زیادہ کیتلی کے گرم ہونے کی عملی تفسیر بنے ہوئے تھے۔وزیراعظم نے زراعت،مویشی پروری،خوردنی تیل کی پیداوار اور فوڈ پروسیسنگ کے شعبہ کو جدید بنانے کی وکالت ضرور کی لیکن شرکائے اجلاس کو اس کیلئے کوئی منصوبہ عمل نہیں دے پائے۔تجارت، سیاحت اور ٹیکنالوجی کے فروغ پر بھی صرف زبانی جمع خرچ پر ہی زور دیا گیا۔غذائی اجناس کی فراہمی کیلئے فصلوں کے تنوع اور دالوں،تیل کے بیجوں اور دیگر زرعی اجناس میں خودانحصاری کے حصول جیسے معاملات پر بھی باتیں ہی باتیں ہوئیں۔یہ بھی کہا گیا کہ ہندوستان میں غذائی اجناس کا اتنا ذخیرہ ہے کہ وہ مدتوں پوری دنیا کو کھلا سکتا ہے۔

لیکن حقیقی صورتحال اجلاس میں پیش کیے گئے دعوؤں کے بالکل برعکس ہے۔تجارت و معیشت کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جسے فخر کے ساتھ پوری دنیا کے سامنے پیش کیا جاسکے۔غذائی ذخائر کی صورتحال بھی کم و بیش وہی ہے۔فصلوں کے تنوع اور غذائی اجناس کے ذخائر کی حالت بھی کھلا راز ہی ہے۔گلوبل ہنگر انڈیکس 2021 میں ہندوستان کی پوزیشن 101 رہی ہے۔سال 2020 میں یہ پوزیشن 94 تھی یعنی بھوک کے معاملے میں ہندوستان بڑی تیزی سے زوال کی طرف آیا ہے اور اس حد تک آپہنچا ہے کہ ہمسایہ ممالک پاکستان، بنگلہ دیش اور نیپال بھی اس سے آگے ہیں۔آج بھی ملک کے 35 لاکھ بچے غذائی عدم تحفظ کے شکار ہیں اور اس کی سب سے بڑی وجہ غربت ہے۔اس وقت ہندوستان کی ایک چوتھائی آبادی غربت کا شکار ہے۔ایسے میں معاشی تنگی کی وجہ سے وہ غذائیت سے بھرپور خوراک خریدنے سے قاصر ہے اور غذائی قلت کا شکار ہے۔زرعی پالیسی میں آئے دن ہونے والی تبدیلی اور اسے سرمایہ دوست بنانے کی وجہ سے اناج کاشت کرنے والے کسانوں کی حوصلہ شکنی کے ساتھ ساتھ کم از کم امدادی قیمت کی پالیسی پر عمل درآمد نہ ہونا بھی غذائی قلت کا سبب بنا ہوا ہے۔کاروبار اور تجارت میں آسانی کے نام پر غذائی اجناس پر سبسڈی کم کرتے کرتے بالکل ختم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے جس سے غذائی بحران میں اضافہ ہی ہوگا۔آج کووڈ-19 کے دوران ہندوستان کو جن چیلنجوں کا سامنا ہے،ان میں خوراک کا چیلنج سب سے نمایاں ہے۔تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی، خوراک کی بڑھتی ہوئی قیمتیں اور موسمیاتی تبدیلی کا خطرہ ایسے چیلنجز ہیں جن سے جنگی بنیادوں پر نمٹنے کی ضرورت ہے۔وشوگرو اور عالمی لیڈر تو دور کی بات ہے کہ اگر ہندوستان کو ترقی یافتہ ممالک کی فہرست میں شامل کرنا ہے تو اسے اپنے غذائی تحفظ کو ہر حال میں یقینی بنانا ہوگا۔

لیکن نیتی آیوگ کے اس گورننگ کونسل کے اجلاس میں ان امور پر غور کرنے کی کوئی ضرورت ہی محسوس نہیں کی گئی۔2015 میں جب پلاننگ کمیشن کو ختم کرتے ہوئے نیتی آیوگ کی داغ بیل ڈالی گئی تھی تو بلند بانگ دعوے کے ساتھ کہا گیا کہ کوآپریٹو فیڈرلزم کے تحت کم از کم حکومتی اپروچ کو کم کرکے ترقیات کی نئی گنگا بہائی جائے گی اور ملک کی ’کایا پلٹ‘ ہوجائے گی۔لیکن اپنے قیام کے سات برسوں کے بعد بھی نیتی آیوگ عوامی ترقی اور تعمیر کے بجائے سرمایہ دارانہ نظام کے ایک ایجنٹ کے طور پر ہی کام کررہا ہے۔اس کی پالیسی کا مرکز و محور سرمایہ کو تحفظ فراہم کرنا اور اسے ضرب در ضرب دینا ہی ہے۔حالانکہ سوشلسٹ حکمرانی کے بنیادی ڈھانچہ کے طور پر پلاننگ کمیشن ملک کی تعمیر و ترقی کا ایک جزء لاینفک تھا۔دہائیوں پنچ سالہ اور ایک سالہ منصوبے بنا کر ترقیاتی اور تعمیراتی کام کیے گئے۔آج ملک میں نظر آنے والے انفرااسٹرکچر اور بنیادی ڈھانچے اسی پلاننگ کمیشن کی دین ہیں۔لیکن ’وشوگرو‘ بننے کی غیر عملی خواہش اتنی طاقتور ہوگئی کہ اس نے 65 سالہ پلاننگ کمیشن کی ضرورت سے ہی انکار کردیا اور از کار رفتہ بتاتے ہوئے اسے ختم کردیا گیا۔اب نیتی آیوگ تین سالہ منصوبہ بناتا ہے اور سالانہ رپورٹ پیش کرتا ہے لیکن ملک کی جس ’کایا پلٹ‘ کیلئے اس کا آغاز کیا گیا تھا، اس کا اب بھی ملک کو انتظار ہے۔کوآپریٹو فیڈرلزم یعنی وفاق کی اکائیوں میں تعاون کا جذبہ بھی کہیں کام کرتا ہوا نظر نہیں آتا ہے۔سات برسوں سے اس کے اجلاس کی کارروائی اور رپورٹ دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ مالیاتی خودمختاری سے محروم یہ پالیسی ساز ادارہ چند مخصوص مفاد کی تکمیل کا ہی ذریعہ بنا ہوا ہے۔اس کی گورننگ کونسل کا حالیہ اجلاس بھی ان ہی مفادات کے گرد گھومتا رہا ہے۔اگر ہندوستان کی ترقی اور ’کایا پلٹ‘ جس کا بار بار دعویٰ کیا جارہا ہے اگر یہی مطلوب ہے تو اس ادارہ کو آئینی درجہ دیتے ہوئے اسے نہ صرف مالیاتی خودمختاری فراہم کی جانی چاہیے بلکہ بین ریاستی کونسل کے ساتھ تال میل بھی بٹھانا ضروری ہے ورنہ یہ ادارہ پلاننگ کمیشن کا نعم البدل ثابت ہونے کے بجائے حکومت کی سیاسی بازیگری کا ہی اسٹیج بن کر رہ جائے گا۔

تعلیم و روزگار

محمد عادل فریدی

یوکرین بحران: گوٹیرش، اردوآن اور زیلنسکی کے مابین ملاقات

اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل انٹنیو گوٹیرش، ترکی کے صدر رجب طیب اردوآن اور یوکرین کے صدر وولودیمیر زیلنسکی نے جمعرات کے روز یوکرینی شہر لفیف میں سہ فریقی ملاقات کی۔ ملاقات کے دوران یوکرین بحران کو ختم کرنے، قیدیوں کے تبادلے اور اناج معاہدے کے تحت یوکرینی گندم کی اولین برآمد، مزید دو بحری جہاز روانہ کرنے کے معاہدے سے پیدا مثبت صورت حال کو مزید بہتر بنانے پر بات چیت ہوئی۔ یوکرین کے مغربی شہر لفیف میں اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل سے ملاقات کے بعد صدر وولودیمیر زیلنسکی نے بتایا کہ انہوں نے انٹونیو گوٹیرش سے کہا کہ وہ روسی مقبوضہ زاپوریژیا جوہری پاور پلانٹ کی سکیورٹی کو یقینی بنانے کے اقدامات کریں۔ گوٹریش نے کہا کہ انہیں جوہری پلانٹ میں اوراس کے اطراف کی صورت حال کے حوالے سے سخت تشویش لاحق ہے۔انہوں نے مزید کہا کہ اس کارخانے کو کسی بھی فوجی کارروائی کے حصے کے طور پر استعمال نہیں کیا جانا چاہئے۔ اس کے ساتھ ہی زاپوریژیا کو خالصتاً شہری انفرااسٹرکچر کے طور پر دوبارہ قائم کرنے اوراس علاقے کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے ایک معاہدے کی فوری ضرورت ہے۔ترک صدر نے یوکرین کی کھل کر حمایت کا اظہار کیا اور خبردار کیا ہے کہ حملہ آور روسی افواج کے زیر قبضہ یوکرین کا زاپوریژیا جوہری بجلی گھر تباہی کے خطرے سے دوچار ہوا چاہتا ہے۔انہوں نے کہا کہ ہمیں انتہائی تشویش ہے، ہم ایک اور چرنوبل نہیں چاہتے۔ تینوں رہنماوں کی ملاقات ایسے وقت ہوئی جب ایک روز قبل ہی نیٹو کے سربراہ نے کہا تھا کہ اقوام متحدہ کی جوہری توانائی ایجنسی کو زاپوریژیا جوہری پاور پلانٹ کا فوری معائنہ کرنے کی ضرورت ہے۔(ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

بھارت کے دلت اور چین کے ایغور غلامی کی جدید شکلیں: اقوام متحدہ

اقوام متحدہ میں انسانی حقوق کے خصوصی نمائندے کا کہنا ہے کہ آج بھی دنیا بھر میں غلامی اپنی نئی شکل میں موجود ہے۔ چین کے ایغور، بھارت کے دلت، خلیجی ممالک، برازیل اور کولمبیا کے گھریلو ملازمین اس میں شامل ہیں۔اقوام متحدہ کے خصوصی نمائندہ برائے انسانی حقوق ٹوموِیا اوبوکاٹا نے عالمی ادارے کو پیش کردہ اپنی رپورٹ میں بتایا ہے کہ دنیا کے کئی حصوں میں غلامی نئی شکل میں بڑے پیمانے پر موجود ہے۔ان میں چین اور بھارت سمیت جنوبی ایشیا کے کئی ممالک، خلیجی ممالک، برازیل اور کولمبیا کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔چین میں ایغور مسلمانوں اور جنوبی ایشیا میں دلتوں کو دورجدید کی غلامی کا شکار بتایا گیا ہے۔ رپورٹ میں موریطانیہ، مالی، نائیجر اور افریقہ کے ساحل علاقے میں تواقلیتوں کو روایتی طور پر غلام بنا کر رکھنے کے واقعات کا بھی ذکر موجود ہے۔اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں بدھ کے روز رکن ممالک کو دستیاب کرائی گئی اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ بچہ مزدوری، جو کہ دور جدید میں غلامی کی ہی ایک شکل ہے، دنیا کے ہر حصے میں پائی جاتی ہے اوراس کی بدترین صورتیں بھی دیکھنے کو مل رہی ہیں۔اوبوکاٹ نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ''ایشیا اور بحرالکاہل، مشرق وسطیٰ، امریکہ اور یورپ میں چار سے چھ فیصد بچوں کے مزدوری کرنے کی واقعات سامنے آئے ہیں۔افریقہ میں یہ 21.6 فیصد ہے جب کہ سب سہارا افریقہ میں یہ سب سے زیادہ 23.9 فیصد ہے۔اوبوکاٹ کا کہنا ہے کہ تبت میں ایسی اسکیمیں اپنائی گئی ہیں جہاں کسانوں، چرواہوں اور دیگر دیہی مزدوروں کو دوسرے علاقوں میں کم آمدنی والے شعبوں میں کام کرنے کے لیے بھیج دیا جاتا ہے۔ سرکاری دعووں کے مطابق یہ اسکیمیں روزگار اور آمدنی تو پیدا کرتی ہیں لیکن بہت سے معاملات میں یہ کام زبردستی کرایا جاتا ہے اورمزدوروں کو بہت زیادہ نگرانی، دھمکیوں اور جسمانی اور جنسی تشدد کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ان کے ساتھ غیرانسانی سلوک روا رکھا جاتا ہے۔(ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

اسرائیل اور ترکی سفارتی تعلقات کی مکمل بحالی پر متفق

اسرائیل اور ترکی نے سفارتی تعلقات کی مکمل بحالی پر اتفاق کرلیا ہے۔ دونوں ملکوں کے رہنماؤں نے اس پیش رفت کو ایک تاریخی قدم قرار دیا ہے۔ترک سفیر کو بھی جلد ہی اسرائیل بھیج دیا جائے گا۔ترکی اور اسرائیل کی جانب سے تعلقات کی مکمل بحالی کا اعلان ایک ایسے وقت میں کیا گیا ہے، جب حال ہی میں اسرائیلی وزیراعظم نے ترکی کا دورہ کیا تھا۔آج اسرائیلی وزیراعظم یائرلاپیڈ کے دفتر کی طرف سے جاری ہونے والے بیان میں کہا گیا ہے کہ دونوں ممالک نے سفیروں اور قونصل جنرلز کو بحال کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ فیصلہ اسرائیلی وزیراعظم کے دورہ ترکی اور ترک صدر رجب طیب اردوآن کے ساتھ بات چیت کے بعد کیا گیا ہے۔ بیان میں مزید کہا گیا ہے کہ ترکی کے ساتھ تعلقات کی مکمل بحالی علاقائی استحکام کے لیے ایک اہم اثاثہ اور اسرائیل کے شہریوں کے لیے بہت اہم اقتصادی خبر ہے۔اس طرح دنیا میں اسرائیلی موقف کو مزید تقویت حاصل ہوگی۔ یہ دونوں ملک طویل عرصے سے کشیدہ تعلقات کو بہتر بنانے کے لیے کام کررہے تھے اوراس حوالے سے توانائی کے شعبے میں ممکنہ تعاون کی امید نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ رواں برس مارچ میں اسرائیلی صدر اسحاق ہیرسوگ نے انقرہ کا دورہ کیا تھا اوراس کے بعد سے دونوں ملکوں کے مابین تعلقات میں بتدریج بہتری پیدا ہورہی تھی۔ اسرائیلی صدر گزشتہ دس برسوں میں ترکی کا دورہ کرنے والے اعلیٰ ترین عہدیدار تھے۔ترک وزیرخارجہ چاوش اولو نے انقرہ میں صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے اسے ایک مثبت پیش قدمی قرار دیتے ہوئے کہا کہ ہم نے بطور ترکی اسرائیل یعنی تل ابیب میں ایک سفیر تعینات کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ آئندہ چند روز میں سفیروں کی دوبارہ تقرری کا باضابطہ عمل شروع ہو جائے گا تاہم ترک وزیر خارجہ کا مزید کہنا تھا کہ بذریعہ سفیر اوراسرائیل کے ساتھ براہ راست رابطے سے انقرہ فلسطینیوں کے حقوق، غزہ اور یروشلم کا دفاع جاری رکھے گا۔ترکی اسرائیل کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کرنے والے اولین اسلامی ممالک میں شمار ہوتا ہے اوراس کے اسرائیل کے ساتھ قریبی تعلقات تھے۔ تعلقات میں کشیدگی اس وقت آئی تھی جب اسرائیلی نیوی نے 2010ء میں غزہ تک امدادی سامان پہنچانے کی کوشش کرنے والے ایک ترک بحری جہاز پر حملہ کیا تھا اوراس کے نتیجے میں ترک شہری بھی مارے گئے تھے۔ 2018 میں دونوں ممالک نے ایک دوسرے کے سفیروں کو ملک بدر کردیا تھا، جب یروشلم میں امریکی سفارت خانہ کھولنے کے خلاف غزہ کی سرحد پر احتجاج کے دوران اسرائیلی فورسز کے ہاتھوں 60 فلسطینی مارے گئے تھے۔(ڈوئچے ویلے)

UPPSC: پانچ محکموں میں 87 عہدوں پر ہوگی براہ راست بھرتی

اترپردیش پبلک سروس کمیشن (UPPSC) پانچ محکموں میں 87 آسامیوں پر براہ راست بھرتی کرنے جارہا ہے۔ اس کے لیے کمیشن نے منگل کو انٹرویو کا شیڈول جاری کیا تھا۔انٹرویوز 25 سے 31 اگست تک ہوں گے۔ ووکیشنل ایجوکیشن اینڈ اسکل ڈیولپمنٹ ڈیپارٹمنٹ میں پرنسپل کیٹیگری-2 / وائس پرنسپل/اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی 74 آسامیاں ہیں۔ان عہدوں پر بھرتی کے لیے انٹرویو 29، 30 اور 31 اگست کو ہوں گے۔ ٹاؤن اینڈ کنٹری پلاننگ ڈیپارٹمنٹ میں اسسٹنٹ آرکیٹیکٹ پلانر کی ایک پوسٹ اور پرنٹنگ اینڈ اسٹیشنری ڈیپارٹمنٹ میں پرسنل آفیسر کی ایک پوسٹ پر بھرتی کے لیے انٹرویو 29 اگست کو لیا جائے گا۔ میڈیکل ایجوکیشن کے شعبہ میں اسسٹنٹ پروفیسر ریڈیو ڈائیگنوسس کی چھ اسامیوں اور اسسٹنٹ پروفیسر اے این ایم او (اے بی ایس اور گائنا کالوجی) کی دو آسامیوں پر بھرتی کے لیے 25 اگست اور اسسٹنٹ پروفیسر نیورو سرجری کی ایک اسامی، اسسٹنٹ پروفیسر کارڈیالوجی پر 26 اگست کو انٹرویوز ہوں گے۔اس کے ساتھ ہی، اترپردیش آیوش (یونانی) محکمہ میں ترجمان- کیور بت تدبیر کے ایک عہدے پر بھرتی کے لیے 30 اگست کو انٹرویو لیا جائے گا۔(نیوز ۱۸، اردو)

اگر طالب علم داخلہ نہیں چاہتا ہے تو پوری فیس واپس کردی جائے یو جی سی کی یونیورسٹیوں کو ہدایت

یونیورسٹی گرانٹس کمیشن (یو جی سی) نے تمام کالجوں اور یونیورسٹیوں کو ہدایت دی ہے کہ اگر کوئی طالب علم، جس نے داخلہ لیا تھا لیکن بعد میں اسے منسوخ کردیا تو پوری فیس واپس کردیں۔ 2022 میں کامن یونیورسٹی کے داخلہ ٹیسٹ (CUET) کے یو جی کے نتائج جاری نہ ہونے کے ساتھ بہت سے طلباء نے بیک اپ آپشن کے طور پر پہلے ہی نجی کالجوں میں داخلہ لے لیا ہے۔ یونیورسٹیوں کو اب 31 اکتوبر 2022 تک منسوخی/تبدیلی کی صورت میں تمام چارجز سمیت پوری فیس لازمی طور پر واپس کرنی ہوگی۔ بہت سی نجی یونیورسٹیوں کی ریفنڈ پالیسی کے مطابق کورسز شروع ہونے کے ایک ماہ بعد فیس طلباء کو واپس نہیں کی جاتی۔ کئی یونیورسٹیاں اگست اور ستمبر کے وسط میں اپنا تعلیمی سیشن شروع کرتی ہیں۔اب فیس ریفنڈ پالیسی کو موجودہ تعلیمی سیشن کے لیے 31 اکتوبر تک بڑھا دیا جائے گا۔

جولائی کے دوران تجارتی خسارہ تین گنا اضافہ کے ساتھ 31 ارب ڈالر تک پہنچا

ہندوستان میں معیشت کی حالت بہت اچھی نہیں ہے اور گزشتہ ماہ یعنی جولائی میں تجارتی خسارہ نے معیشت کو مزید ایک زوردار جھٹکا دیا ہے۔ جولائی ماہ میں تجارتی خسارہ تین گنا اضافہ کے ساتھ 31 ارب ڈالر تک پہنچ گیا ہے۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق خام تیل کے امپورٹ میں اضافہ کے سبب جولائی کے دوران تجارتی گھاٹا بہت بڑھ گیا ہے، اور یہ 31.02 ارب ڈالر ہوگیا۔ اتنا ہی نہیں، جولائی ماہ میں ایکسپورٹ میں 0.76 فیصد کی گراوٹ درج کی گئی ہے جس کے بعد یہ گھٹ کر 35.24 ارب ڈالر رہ گیا ہے۔ گزشتہ 17 ماہ کے دوران ایکسپورٹ میں یہ پہلی گراوٹ ہے۔ جولائی 2021 میں ملک کا گڈس ایکسپورٹ 35.51 ارب ڈالر تھا، اوراس سے قبل فروری 2021 کے دوران ایکسپورٹ میں 0.4 فیصد کی گراوٹ درج کی گئی تھی۔ وزارت کامرس کی طرف سے 2022 جولائی کے جو ابتدائی اعداد و شمار پیش کیے گئے ہیں، اس میں ملک کا امپورٹ 43.59 فیصد بڑھ کر 66.26 ارب ڈالر پہنچ گیا ہے۔ ایک سال قبل یعنی 2021 کے جولائی ماہ میں یہ 46.15 ارب ڈالر تھا۔ حالانکہ رواں مالی سال کی پہلی سہ ماہی میں ملک کا ایکسپورٹ سالانہ بنیاد پر 19.35 فیصد بڑھ کر 156.41 ارب ڈالر ہوگیا، حالانکہ گزشتہ مالی سال کی اسی مدت میں 131.06 ارب ڈالر تھا۔(قومی آواز)

کالجوں میں داخلہ کا عمل CUET-UG 2022 کے نتائج کے اعلان کے 3–4 ہفتوں کے بعد مکمل کیا جائے گا

ملک کی مرکزی و دیگر یونیورسٹیوں میں انڈر گریجویٹ کورسز میں داخلے کے لیے کامن یونیورسٹی انٹری ٹیسٹ (CUET-UG 2022) کا انعقاد کیا جارہا ہے۔ یہ امتحان گذشتہ ماہ جولائی 2022 سے ملک کے مختلف مراکز امتحان پر مرحلہ وار لیا جارہا ہے۔ اس وقت سی یو ای ٹی کے چوتھے مرحلہ کا امتحان جاری ہے۔ پانچویں مرحلہ کا امتحان 21 سے 30 اگست تک جاری رہے گا، جس میں پانچ لاکھ طلبہ و طالبات کے شریک ہونے کا امکان ہے۔ اس کے بعد نتائج کا اعلان کیا جائے گا۔ CUET-UG 2022 کے نتائج کا اعلان امتحان مکمل ہونے کے دن سے تقریباً ایک ہفتہ بعد کیا جاسکتا ہے۔ ساتھ ہی یونیورسٹیوں میں نتائج کے اعلان کے 3–4 ہفتے بعد داخلہ کا عمل مکمل ہو جائے گا۔ یونیورسٹی کی جانب سے CUET میں داخلے کے عمل کو مکمل کرنے کے لیے پہلی، دوسری اور تیسری فہرست جاری کی جائے گی۔(بحوالہ این ڈی ٹی وی)

نیشنل اسکالرشپ پورٹل کے ذریعہ اقلیتی طبقہ کے طلبہ اسکالرشپ کی درخواست جمع کریں

وزارت تعلیم حکومت ہند کی طرف سے اقلیتی طبقہ کے طلبہ وطالبات کو پری میٹرک، پوسٹ میٹرک، میرٹ کم مینس اور بیگم حضرت محل نیشنل اسکالرشپ اسکیم کے تحت اسکالرشپ دی جاتی ہے۔ تعلیمی سال 23-2022 کے لیے اسکالرشپ حاصل کرنے کے لیے آن لائن فارم بھرنے کا عمل شروع ہو چکا ہے۔ پری میٹرک اسکالرشپ اور بیگم حضرت محل نیشنل اسکالرشپ اسکیم کے تحت اسکالرشپ کے حصول کے لیے درخواست دینے کی آخری تاریخ 30 ستمبر 2022 ہے، جب کہ پوسٹ میٹرک اور میرٹ کم مینس اسکالرشپ (پروفیشنل اور ٹیکنیکل کورسز کے لیے) اسکیم کے تحت اسکالرشپ حاصل کرنے کے خواہش مند طلبہ وطالبات 31 اکتوبر 2022 تک آن لائن فارم بھر سکتے ہیں۔ پری میٹرک اسکالرشپ ان طلبہ وطالبات کے لیے جو درجہ اول سے درجہ نہم تک کسی بھی درجہ میں زیر تعلیم ہیں اور انہوں نے اپنے پچھلے امتحان میں کم از کم پچاس فیصد نمبرات حاصل کیے ہیں۔ پوسٹ میٹرک اسکالرشپ میٹرک کے بعد کے تمام کورسز کے لیے ہے۔ جب کہ میرٹ کم مینس اسکالرشپ ٹیکنیکل اور پروفیشنل کورسز میں گریجویشن کرنے والے طلبہ وطالبات کے لیے ہے۔ بیگم حضرت محل اسکالرشپ صرف طالبات کے لیے جو نویں سے بارہویں درجہ میں زیر تعلیم ہوں مزید تفصیلات کے لیے آفیشیل ویب سائٹ https://scholarships.gov.in/ پر جائیں۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

75ویں یوم آزادی کے موقع پر حضرت امیر شریعت کا پیغام

ملک کے 75ویں یوم آزادی کے موقع پر امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم، سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر نے اپنے پیغام میں ملک کے تمام باشندوں کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ملک کی جمہوریت، اس کا دستور اور یہاں کے تمام شہریوں کی حفاظت، انہیں تعلیم وترقی کے میدان میں یکسانیت کے ساتھ آگے بڑھانا آزادی کا حقیقی مقصد ہے، ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ ہمارے ملک کے باشندے اپنی تعلیم، اپنی عبادت، اپنی درسگاہیں، اپنی زبان اور ملک کے کسی بھی خطہ میں آباد ہونے کے لئے آزاد ہیں، اور یہ آزادی ہزاروں مجاہدین وطن کی قربانیوں کے نتیجہ میں ملی ہے، جسے تھام کر اور بچا کر رکھنا ہم سبھوں کی مشترکہ ذمہ داری ہے، ملک کے تمام باشندوں کو اس موقع سے یہ عہد وپیمان کرنا چاہیے کہ ہم اس ملک اور اس کے دستور کی حفاظت کے لئے ہر نفع ونقصان سے اوپر اٹھ کر تمام طرح کی قربانی دینے کو تیار ہیں اور کسی بھی حال میں ملک کی آزادی کے لئے اپنی قیمتی جان دینے والے شہیدوں کے لہو کی آبرو اور ان کے افکار وعزائم کو پامال نہیں ہونے دیں گے، یہی ان مجاہدین آزادی کے لئے سچی خراج تحسین ہے اور یہی اس ملک کی خوبصورتی ہے، اسی میں اس ملک کا استحکام اور اس کی مضبوطی کا راز پنہاں ہے، یہاں کے لوگ لمبے عرصے سے محبت، اخوت اور بھائی چارگی کے ساتھ مل جل کر رہتے آئے ہیں اس وراثت کو نئی نسلوں تک منتقل کرنا ایک بڑا کام ہے، اسی اخوت اور اتحاد کی طاقت نے انگریزوں کے ظلم کی حکمرانی سے ملک کے باشندوں کو آزادی کی نعمت عطا کی، جس طرح اس ملک میں آباد دوسرے مذاہب کے لوگوں نے اس ملک کی حفاظت اور آزادی کے لئے اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، اسی طرح مسلم مجاہدین آزادی کی ایک طویل فہرست ہے جنہوں نے ملک کی آزادی کے لئے پھانسی کے پھندے، جلاوطنی اور اپنی تمام املاک کی قربانیوں کو خوش دلی سے مسکراتے ہوئے قبول کیا۔ حضرت امیر شریعت نے مزید فرمایا کہ نواب سراج الدولہ، ٹیپو سلطان، علمائے صادق پور پٹنہ، مولانا ولایت علی، مولانا عنایت علی، حاجی امداداللہ مہاجر مکی، حافظ ضامن شہید، حافظ اسماعیل شہید، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، حضرت احمد شہید بریلوی، مولانا قاسم نانوتوی، حسرت موہانی، جعفر تھانسری، مولانا شوکت علی، محمد علی جوہر، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد علی مونگیری، ابوالمحاسن حضرت مولانا محمد سجادؒ، عثمان غنی پھلواروی، مولانا حسین احمد مدنی، ریشمی رومال تحریک کے بانی اسیر مالٹا مولانا محمودالحسن دیوبندی، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا منت اللہ رحمانی، مولانا شاہ عطاء اللہ بخاری، ڈاکٹر مختار انصاری، مفتی کفایت اللہ، مولانا فضل حق خیرآبادی، ڈاکٹر ذاکر حسین، فخرالدین علی احمد، شیخ عبداللہ، امیر شریعت حضرت شاہ محی الدین مجیبی، قاضی احمد حسین، بیگم حضرت محل، مولانا مظہر الحق، عبدالقیوم انصاری، خان عبدالغفار خان، مولانا برکت اللہ بھوپالی، مولانا عبیداللہ سندھی رحمہم اللہ جیسے ہزاروں عظیم مجاہدین آزادی کی قربانیاں یاد رکھنی چاہئیں اور تاریخ کے صفحات میں انصاف کے ساتھ انہیں مقام دینا چاہئے، حکومت کو چاہئے کہ بلاکسی بھید بھاؤ کے مجاہدین آزادی کی تاریخ درسی کتابوں میں شامل کرے، اس سے ملک مستحکم ہوگا اور آزادی وطن کا اصل مقصد نئی نسلوں کے ذہن ودماغ میں پیوست رہے گا۔

مولانا محمود حسن حسنی ندوی سمیت دیگر کئی علماء کے انتقال پر حضرت امیر شریعت کا اظہار تعزیت

خانوادہ حسنی کے گوہر علم وادب، جواں سال عالم دین مولانا محمود حسن حسنی ندوی استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے سانحہ ارتحال پر امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے امیر شریعت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ نے دلی رنج وغم اور صدمے کا اظہار کرتے ہوئے اپنے ایک تعزیتی پیغام میں فرمایا کہ مولانا مرحوم علم وفن اور تحقیق کے میدان میں بڑا مقام رکھتے تھے، انہوں نے بہت کم مدت میں اپنی علمی خدمات کے باعث پورے ملک میں شہرت وناموری حاصل کی، یہ حادثہ علم وکتاب سے تعلق رکھنے والوں کیلئے بڑا حادثہ ہے، آپ کے قلمی احسانات اقدامات ملک وملت لانبے عرصہ تک یاد رکھے گی مولانا ندوی رحمتہ اللہ علیہ نے مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں ندوی رحمتہ اللہ علیہ کی اصلاح وتربیت میں رہکر کسب فیض کیا پھر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی کی بافیض صحبت سے استفادہ کیا اور علم وتحقیق میں کمال پیدا کیا مولانا کے مزاج میں سنجیدگی اور سادگی اور فکر ونظر میں بلندی تھی بزرگان دین اولیاء کرام سے قلبی ربط وتعلق کی بنیاد پر ان کے اندر احسان وتصوف کا غلبہ تھا خود والد ماجد امیر شریعت سابع حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی نوراللہ مرقدہ کے اچھے وگہرے مراسم تھے والد صاحب سے وہ علمی مذاکرہ کرتے تھے جس سے والد صاحب بہت خوش ہوتے تھے، وہ متعدد باران اداروں میں تشریف لائے اور یہاں کے حسن وانتظام اور کام سے بے حد متأثر ہوکر دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے، بلاشبہ ان کے وصال سے ایک بڑا علمی خلا پیدا ہوگیا ان کے وصال سے ندوۃ العلماء خاص کر حضرت مولانا محمد رابع ندوی کو جو صدمہ پہونچا ہے میں اس غم میں برابر کا شریک ہوں اور حضرت مولانا محمد رابع ندوی کی درازی عمر وصحت کی دعاء کرتا ہوں، اللہ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے حضرت امیر شریعت نے مولانا عبدالقادر پیرولیا بنگال اور مولانا فرقان شمسی کسہر سوپول مولانا نشاط صاحب کے جواں سال لڑکے کی وفات پر بھی گہرے صدمہ کا اظہار کرتے ہوئے ان کیلئے دعائے مغفرت فرمائی امارت شرعیہ کے نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نے بھی اپنے پیغام میں ان علماء کی وفات پر صدمہ کا اظہار کرتے ہوئے ان سب کی بلندی درجات کی دعائیں کی صدمہ کے اس موقع پر مرکزی دفتر امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی کی صدارت میں ایک تعزیتی نشست ہوئی۔ قائم مقام ناظم صاحب نے ان تمام مرحومین کے سانحہ ارتحال پر صدمہ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ملت اسلامیہ کو ان کا بدل عطاء فرمائے اور جانے والوں کو جوار رحمت میں جگہ عطاء فرمائے، انہوں نے کہا کہ ملت کے بڑے بڑے علماء ان کی وفات پر صدمہ میں ہیں حضرت امیر شریعت مدظلہ نے بھی اپنے تعزیتی پیغام میں رنج وصدمہ کا اظہار فرمایا ہے اس موقع سے مولانا مفتی سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے تفصیل سے ان مرحومین کی خدمات اور کمالات بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ سب اپنے وقت کے آفتاب ومہتاب تھے ان کا گذرنا بڑا سانحہ ہے، قاضی شریعت مولانا محمد انظار عالم قاسمی قاضی شریعت درالقضاء امارت شرعیہ نے فرمایا کہ ایسے باصلاحیت اور صالح جواں سال علماء کا ہمارے درمیان سے اٹھتے جانا پوری ملت کیلئے سانحہ ہے یہ تمام لوگ دیگر دینی وملی اداروں کے ساتھ امارت شرعیہ سے بے پناہ محبت کرتے تھے یہاں کے اکابر کا بڑا احترام ان کے دلوں میں تھا اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق ان سب کو بہتر بدلہ عطاء کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء کرے۔ اخیر میں قاضی شریعت مولانا قاضی انظار عالم قاسمی ان تمام مرحومین کیلئے اجتماعی دعاء فرمائی۔

امارت شرعیہ کی جانب سے جہانگیر پور بیسی نوگچھیا بھاگلپور میں کوسی ندی متاثرین کے درمیان بڑے پیمانے پر راحت رسانی کا کام

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ جو سو سالوں سے زیادہ عرصے سے مسلسل عام انسانوں اور مسلمانوں کی ہر مصیبت کے موقع پر مدد کرتی آرہی ہے اور خدمت خلق وسماجی مسائل کو حل کرنا اس کے لیے تمغہ امتیاز کی حیثیت رکھتا ہے۔ جب جہانگیر پور بیسی بھاگلپور کے کوسی ندی متاثرین کی افسوسناک صورت حال کا پتہ چلا؛ تو حضرت امیر شریعت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم اور محترم نائب امیر شریعت حضرت مولانا شمشاد رحمانی صاحب مدظلہ اور قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے عیدالاضحیٰ کے دوسرے دن ہی امارت شرعیہ سے وہاں کی حقیقی صورتِ حال کا جائزہ لینے کے لیے امارت شرعیہ کے معاون قاضی شریعت مولانا مفتی مجیب الرحمٰن صاحب قاسمی کو بھیجا اور انہوں نے مرکزی دفتر کو رپورٹ پیش کی اس کے بعد امارت شرعیہ کے ذمہ داران مسلسل وہاں ندی کے کٹاؤ اور اس سے ہورہی تباہی کو روکنے پر غور وخوض کرکے حکومت بہار کے اعلیٰ حکام سے رابطہ میں ہیں، اب تک سو سے زائد اہل خانہ کے مکانات ندی کے کٹاؤ کے باعث دریا میں گر کر ناپید ہوچکے ہیں۔ گزشتہ ایک ماہ سے کوسی ندی کا بہاؤ غیر معمولی طور پر تیز ہے؛ جس وجہ کر سو سے زائد گھرانے بے گھر ہوکر کھلے آسمان کے نیچے بے یارو مددگاری کی زندگی جینے پر مجبور ہیں، حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کی ہدایت پر امارت شرعیہ کا ایک وفد مولانا احمد حسین قاسمی مدنی معاون ناظم امارت شرعیہ کی قیادت میں گزشتہ کل بھاگل پور کے محترم ڈی ایم سے ملاقات کی، جس میں امارت شرعیہ کے معاون قاضی شریعت مولانا مفتی مجیب الرّحمٰن قاسمی، خانقاہ شاہ پیر ڈمریا شاہ کے سجادہ نشیں مولانا شاہ فخر عالم حسن مانی ندوی صاحب، جناب نیاز اختر صاحب جہانگیر پور بیسی کے علاوہ اور بھی اہم حضرات شامل تھے، ڈی ایم صاحب سے امارت شرعیہ کے معاون ناظم نے کہا کہ جتنی جلد ممکن ہوسکے وہاں کے لوگوں کی سرکاری سطح پر خاطر خواہ امداد کی جائے، کھانے اور راحتی سامانوں کے علاوہ جن سو حضرات کے پختہ مکانات دریا میں بہہ کر ختم ہوچکے ہیں، ان کی فی خاندان متعینہ سرکاری رقم پنچانوے ہزار ایک سو روپئے سے مدد کو جلد از جلد یقینی بنایا جائے، ابھی بھی کٹاؤ کا سلسلہ جاری ہے، اس کی روک تھام کیلئے ممکنہ حد تک مضبوط اور ٹھوس اقدامات کئے جائیں۔

موصوف نے ڈی ایم سے یہ بھی کہا کہ ہونا تو یہ چاہیے کہ ندی میں طغیانی آنے سے قبل ہی سرکاری محکمہ اور اس کے انجینئر حضرات فلڈ پروف وسائل کو اختیار کرتے اور کی جانے والے پیشگی تدابیر کو روبہ عمل لاتے مگر افسوس کہ ایسا نہیں ہوسکا؛ جس کا خمیازہ آٹھ سو گھر والی غریب آبادی اور پسماندہ عوام اٹھا رہی ہے، انہوں نے حکومت کو اس جانب متوجہ کیا اور سرکاری مراعات واقدامات کا مطالبہ کرتے ہوئے ڈی ایم صاحب کو وہاں کے جملہ متاثرین کی تفصیلات پر مشتمل فہرست کیساتھ ایک درخواست بھی دی جسے انہوں نے کھڑے ہوکر قبول کیا امارت شرعیہ کے وفد نے اس سلسلہ میں دوسرے مقامات پر موجودہ حکومت کے کاموں کی تیز رفتاری کا حوالہ بھی دیا، اسی طرح خانقاہ پیر ڈمریا شاہ کے سجادہ نشیں نے بھی اس حوالہ سے جلد کاروائی کی گزارش کی، جس پر محترم ڈی ایم صاحب نے مکمل اطمنان دلایا کہ ہم اس جانب پوری توجہ دے رہے ہیں اور جس کا بھی مکان دریا میں گیا ہے ہم انہیں ضرور معاوضہ دیں گے اور ہم اپنے سماج اور امارت شرعیہ کو ناامید نہیں کریں گے، انہوں نے کہا کہ ہم پھر ایس ڈی او صاحب کے ساتھ بیٹھ کر جلد کاروائی کو آگے بڑھاتے ہیں۔ دوسری جانب انہوں نے یہ بھی کہا کہ کسی وجہ سے سیلاب سے قبل ہم وہاں کی حفاظت نہیں کرسکے اب ہم دو ماہ میں انجینئر اور متعلقہ افسران سے اس کی حفاظت کا مضبوط خاکہ اور نقشہ سمیت اس کا اسٹیمٹ پٹنہ کے اعلی افسران کو بھیجتے ہیں۔ امید ہے کہ اس پوری آبادی کو باندھ کے ذریعہ محفوظ کرلیا جائیگا گرچہ وہ کئی کڑور کا بجٹ ہوگا؛ مگر ہماری ٹیم اس میں لگے گی، اسی طرح امارت شرعیہ کی اس ٹیم نے رنگڑا بلاک کے سی او سے ملاقات کرکے جہانگیر پور بیسی کی ساری تفصیلات بتائیں اور ان نقصانات پر تبادلہ خیال کیا متاثرین کی ایک فہرست سی او صاحب کے سپرد کرکے ان سے بھی ریلیف اور حفاظتی کاروائی کرنے کی اپیل کی انہوں نے بھی اس سمت میں ہورہی کاروائی کی جانکاری دیتے ہوئے سرکاری امداد کی یقین دہانی کرائی، دوسری طرف امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ کی جانب سے آج جہانگیر پور بیسی نوگچھیا بلاک بھاگلپور میں کے ایک سو دس متاثرہ خاندان کو پانچ عدد پہننے کے نئے کپڑے اور تیس کیلو سے زیادہ کھانے اور راشن کے سامان دئے گئے اس موقع پر علاقہ کے تمام بااثر افراد جمع تھے جن کے سامنے امارت شرعیہ کے علماء کرام نے امارت شرعیہ کا پیغام بھی رکھا اور اس مصیبت کے موقع پر توبہ واستغفار اور رجوع الی اللہ کی تلقین کی اسی کے ساتھ ان کے سامنے ان کی پریشانی کے حل کی تدبیروں پر بھی گفتگو کی گئی قرب وجوار سے آئے ہوئے حاضرین میں سے باشعور افراد پر ایک کمیٹی بھی تشکیل دی گئی جس میں بھاگل پور کے قاضی شریعت مولانا مفتی خورشید صاحب کی سرپرستی میں جناب سید احمد جناب نیاز اختر صاحب جناب شاہ فخر عالم حسن مانی ندوی صاحب کے نام نمایاں ہیں، امارت شرعیہ کی اس ٹیم میں مولانا نعمان قاسمی اور مولانا نقی امام صاحب مبلغین امارت شرعیہ شامل تھے جن کی محنتوں سے تقسیم ریلیف کا کام آسان ہوسکا، دوسری جانب نوگچھیا ممتاز محلّہ کے ذمہ دار جناب سید احمد صاحب اور ان کے رفقاء ونوجوانان نے بھی بڑی تندہی سے ریلیف کی تقسیم میں اپنا تعاون پیش کیا، امارت شرعیہ کے اس وفد نے شہر بھاگل پور کی مرکزی جامع مسجد شاہ مارکیٹ سمیت کئی اہم مساجد میں عام لوگوں سے ان متاثرین کی مدد کا اعلان کیا۔ اور لوگوں میں ان کے بچاؤ اور باز آبادکاری کی تحریک چلائی، اس موقع پر میڈیا کے لوگوں سے بھی باتیں ہوئیں، ان کی ہر طرح امداد وتعاون کیلئے امارت شرعیہ حکومت بہار سمیت تمام لوگوں سے اپیل کرتی ہے کہ ان کی باز آبادکاری میں ہر کوئی اپنے حصہ کا کردار ادا کرے۔

حضرت امیر شریعت کی نانی کا انتقال دعاء مغفرت کی درخواست

خانوادہ رحمانی اور امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے محبین، متوسلین ومنسلکین کے لیے یہ خبر انتہائی جانکاہ اور باعث غم ہے کہ مخدوم گرامی امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی نانی محترمہ کا روز جمعہ مورخہ ۱۹/اگست ۲۰۲۲ء مطابق ۲۰/محرم الحرام ۱۴۴۴ھ کو طویل علالت کے بعد انتقال ہوگیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! وہ کئی دنوں سے پٹنہ کے ایک پرائیوٹ اسپتال میں ایڈمٹ تھیں۔ ان کی عمر ایک سو سال سے زیادہ تھی، مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، دین دار، مہمان نواز اور انتہائی وضعدار خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، درجات کو بلند کرے اور پسماندگان کو صبر وثبات کی توفیق عنایت فرمائے، قارئین نقیب سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

ملک کی آزادی اور جمہوریت کو بچا کر رکھنا ہر شہری کی مشترکہ ذمہ داری: مولانا محمد شبلی القاسمی

آزادی کی پچھترویں سال گرہ کے موقع پر امارت شرعیہ میں پرچم کشائی کی تقریب، جنگ آزادی میں امارت شرعیہ کے اکابر کی قربانیوں کو کیا گیا یاد

ہندوستان کی آزادی کے ۷۵/سال پورے ہونے پر پورے ملک میں یوم آزادی کی تقریب کو آزادی کے امرت مہوتسو کے طور پر منایا گیا۔اس موقع پر مرکزی دفتر امارت شرعیہ پھلواری شریف کے احاطہ میں قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے امارت شرعیہ کے ذمہ داران وکارکنان کی موجودگی میں پرچم کشائی کی ۔ پرچم کشائی کے بعد یوم آزادی کی مناسبت سے ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا۔قائم مقام ناظم مولانا حکیم محمد شبلی القاسمی نے جدو جہد آزادی میں مسلم مجاہدین آزادی خاص کر امارت شرعیہ کے اکابر کی قربانیوں کو یاد کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا ملک دوسو سال سال کی طویل جدو جہد کے بعد آزاد ہوا، اس آزادی میں علماء کرام نے بڑی قربانیاں دیں، خاص کر علماء صادق پور، علمائے دیوبند اور امارت شرعیہ کے اکابر کی قربانیوں کو فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے ۔انہوں نے کہا کہ تحریک آزادی میں اکابرین امارت شرعیہ نے شب و روز ایک کردیا، بانی امارت شرعیہ حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد ؒ نے جدو جہد آزادی کے لیے اپنی پوری زندگی لگا دی، امیر شریعت اول بدر الکاملین حضرت شاہ بدرالدین قادری، امیر شریعت ثانی حضرت شاہ محی الدین قادری، امیر شریعت ثالث حضرت شاہ قمرالدین قادری علیہم الرحمۃ والرضوان نے جدو جہد آزادی میں اپنے خطابات کے ذریعہ انگریزوں کی ظالمانہ پالیسیوں کے خلاف مضبوط آواز اٹھائی، امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی صاحب نے سہارن پور کی جیل میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں ۔ جریدہ امارت کے ذریعہ حضرت مولانا عثمان غنی صاحب مدیر جریدہ امارت و مفتی امارت شرعیہ نے انگریزوں کے خلاف جہاد آزادی کا اعلان کیا اور آزادی کی مہم چلائی جس کی بنیاد پر جریدہ امارت کو پابندی کا سامنا کرنا پڑا اور مدیر محترم کو گرفتار کرلیا گیا۔ان کے علاوہ بھی دیگر ذمہ داران امارت شرعیہ مثلا مولانا عبد الصمد رحمانی ، قاضی حسین احمد وغیرہ نے آزادی کی لڑائی میں عملی شرکت فرمائی۔انہوں نے کہا کہ مسلم مجاہدین آزادی نے ہی سب سے پہلے اس جدو جہد میں پیش قدمی کی اور برطانوی مصنوعات و ملبوسات تک کی مخالفت کی ۔ ہمارا فرض ہے کہ آزادیٔ وطن کی حفاظت کریں اور نفرت کا جواب محبت سے دیں ، ملک کی سالمیت کی ہر تحریک کا حصہ بنیں، سماج میں انصاف اور اخوت کا ماحول بنانے میں نمایاں کردار ادا کریں ، مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم جو امارت شرعیہ کے امیر شریعت ہیں، اپنی پوری توانائی امن وامان کے استحکام اور سماجی بھائی چارہ کو قائم کرنے پر صرف فرما رہے ہیں، ہمیں ان کے قیادت میں مل جل کر ملک کو آگے لانے کی فکر کرنا چاہئے ، اور آزادی کی تاریخ کا مطالعہ کرنا چاہئے، ہم اس موقع سے ملک کے تمام باشندوں کو مبارک باد اور مجاہدین آزادی کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

مولانا قاضی انظار عالم قاسمی صاحب قاضی شریعت امارت شرعیہ نے کہا کہ ہمیں نفرت و عداوت کا جواب محبت و شفقت سے دینا ہے، جو لوگ اس ملک میں نفرت کی آبیاری کر رہے ہیں ، ہم کو شریعت نے تعلیم دی ہے کہ ہم اس کا جواب محبت سے دیں ، اور ایمان اور اسلام پر پورے اعتماد اور یقین کے ساتھ زندگی گذاریں ، اسی میں ہماری کامیابی ہے ۔انہوں نے کہا کہ اصحاب اقتدار اگر اپنی حکومت میں عدل وانصاف قائم نہیں کرتے اور ظلم و جبر کو اپنا شیوہ بناتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے اقتدار کو ختم کر دیتا ہے۔انگریزوں نے بھی اپنی حکومت میں ظلم و جبر کو شیوہ بنایا تھا اور عدل وانصاف کا خون کرنے لگے تھے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے خلاف ہمارے اکابر کو کھڑا کر دیا اور انہوں نے انگریزوں کی ظالمانہ حکومت کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔آزادی کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس ملک میں جن لوگوں کو اقتدار کی باگ ڈور دی ہے ، انہیں بھی چاہئے کہ عدل و انصاف ، مساوات و رواداری کے ساتھ اس ملک کو چلائیں ۔اور ظلم و جبر، عدم مساوات، عدم رواداری اور نفرت و تعصب کے ماحول کا خاتمہ کریں ، اگر انہوں نے ایسا نہیں کیا اور اسی روش پر چلتے رہے جس پر انگریز چل رہے تھے تو ایک دن اللہ تعالیٰ ان کے اقتدار کو بھی فنا کردے گا۔

نائب ناظم مولانا سہیل احمد ندوی نے کہا کہ ۱۸۵۷ء سے لے کر ۱۹۴۷ء میں ملک کے آزاد ہونے تک تحریک آزادی میں مسلمانوں نے قائدانہ رول ادا کیا، مگر افسوس یہ ہے کہ آزادی کے بعد مسلم مجاہدین آزادی کی قربانیوں کو فراموش کر دیا گیا، حالانکہ اس عرصہ میں مسلمانوں نے جو قربانیاں دیں وہ تاریخ کا ایک روشن باب ہیں، اسے فراموش نہیں کیا جاسکتا اور اس سلسلہ میں ہندوستانی علماء کرام کی قربانیوں کو سنہرے حروف سے لکھا جانا چاہئے ، انہوں نے کہا کہ یہ قربانیاں اتحاد و یکجہتی سے حاصل ہوئی ہیں، اور اس کو ہر حال میں فروغ دینے کی ضرورت ہے، افسوس یہ ہے کہ اس ملک کے کچھ سیاسی بازیگر اس ملک کی گنگا جمنی تہذیب کو داغدار کرنا چاہتے ہیں ، اس سے ہمیں ہوشیار بھی رہنا ہے اور نفرت کی جگہ محبت کی فضا کو عام کرنا ہے ۔آخر میں یہ تقریب مولا محمد نا انظار عالم قاسمی قاضی شریعت کی دعا پر اختتام کو پہونچی ۔اس تقریب میں شرکت کرنے والوں میں نائب قاضی شریعت مولانا سہیل اختر قاسمی، جناب سمیع الحق صاحب نائب انچارج بیت المال، مولانا محمد ارشد رحمانی آفس سکریٹری، جناب عبدالوہاب صاحب، مولانا رضوان احمد ندوی صاحب نائب مدیر نقیب، مولانا مفتی احتکام الحق قاسمی نائب مفتی امارت شرعیہ، مولانا مجیب الرحمٰن قاسمی صاحب نائب قاضی شریعت، مولانا عبد اللہ جاوید ثاقبی، مولانا منت اللہ حیدری، مولانا شہنواز عالم مظاہری ، مولانا ممتاز صاحب ، مولانا محفوظ اختر ، مولانا بدر انیس قاسمی ، مولانا شمیم اکرم رحمانی، جناب سید خبیب احمد صاحب، مولانا امتیاز احمد صاحب معاون قاضی شریعت کے علاوہ دیگر کارکنان و ذمہ داران شریک رہے ۔اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے تمام تعلیمی اداروں ؛ المعہد العالی ، دارالعلوم الاسلامیہ، مولانا منت اللہ رحمانی میموریل ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ، مولانا منت اللہ رحمانی میموریل اردو ہائی اسکول آسنسول، امارت پبلک اسکول رانچی، گریڈیہ، پورنیہ، کٹک اور کٹیہار میں بھی پرچم کشائی ہوئی اور یوم آزادی کی مناسبت سے طلبہ و طالبات کے دلچسپ ثقافتی پروگرام منعقد ہوئے ۔

مساجد، مدارس، مکاتب اور خانقاہوں کی حفاظت کرنا ہم سب کی ذمہ داری: امارت شرعیہ

نوری مسجد شیخ پورہ میں امارت شرعیہ کے زیر اہتمام ائمہ کرام و ذمہ داران مساجد کی مشاورتی نشست

مورخہ 14 اگست 2022 روز اتوار کو امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے زیر اہتمام نوری مسجد یحیٰی پور ضلع شیخ پورہ میں شیخ پورہ ضلع کے ائمہ کرام و ذمہ داران مساجد کا مشاورتی و تربیتی اجلاس مشہور بزرگ شخصیت حضرت مولانا قاری شعیب احمد صاحب ناظم مدرسہ عظمتیہ انصار نگر نوادہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔اجلاس میں نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ مولانا مفتی وصی احمد قاسمی مولانا قمر انیس قاسمی صاحب مولانا محمد نصیر الدین مظاہری قاضی عبد الجبار قاسمی نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی جناب مولانا قمر انیس قاسمی معاون ناظم امارت شرعیہ نے امارت شرعیہ کا تعارف اور اس کی ضرورت واہمیت بیان کرتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ کے قیام کے بنیادی مقاصد میں شریعت اسلامیہ کے تحفظ کے ساتھ ساتھ ایک ایسے صالح معاشرہ کی تشکیل کرنا ہے جس کا ہر فرد منہج نبوی کے مطابق اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی گذارے، آج کے دور میں جب کہ ہر طرف سے شعائر اسلام پر یلغار ہو رہا ہے اور فرقہ پرست تنظیمیں مسلمانوں کی تہذیب و شناخت کو جڑ سے ختم کرنے پر آمادہ ہیں ایسے وقت میں بھی الحمدُ للہ امارت شرعیہ امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی کی نگرانی میں امت کی رہنمائی کا کام انجام دینے میں مصروف ہے۔انہوں نے کہا کہ امارت شرعیہ کا پیغام ہے کہ ہم میں سے ہر شخص کو معاشرہ کی اصلاح کے لیے اپنے حصہ کی محنت کرنی ہوگی اور اس کام کو اپنے گھر اور محلّہ سے کرنا ہوگا، ہم میں سے ہر شخص کو چاہئے کہ اپنے بچوں کی روزمرہ کی زندگی کی نگرانی کریں اور ان کے اندر صالح اقدار پیدا کرے، ان کی تعلیم و تربیت کا بھی خیال رکھے ، جب نئی نسل پر بچپن سے ہی اچھا انسان بنانے کی محنت کی جائے گی تبھی جا کر ہم اچھے سماج کی تشکیل کر پائیں گے ۔مولانا مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی شریعت نے اپنے تفصیلی خطاب میں کہا کہ امارت شرعیہ کے پیغام کو لوگوں تک پہونچانے میں سب سے موثر کردار ائمہ کرام ادا کرتے ہیں، کیوں کہ مسجد کے منبر و محراب سے جو صدا لگائی جاتی ہے وہ گھر گھر جاتی ہے اور لوگ اس کو توجہ سے سنتے اور اس پر عمل کرتے ہیں، اس لیے ائمہ کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرہ کی اصلاح اور اس کو کلمہ کی بنیاد پر متحد و منظّم کرنے ، ان کے اندر تعلیمی بیداری پیدا کرنے اور اپنے معاملات ومسائل کے سلسلہ میں امارت شرعیہ سے رجوع کرنے کی مضبوط آواز اپنے منبر و محراب سے اٹھائیں ۔ انہوں نے کہا کہ مساجد صرف پنج وقتہ نمازوں کی جگہ نہیں ہیں بلکہ یہ پوری امت کے معاشرتی ،تہذیبی اور تعلیمی مسائل کو حل کرنے کے مراکز بھی ہیں، اس لیے مسجد کو ان کثیر الجہات مقاصد کے لیے استعمال کرنے کا رواج ڈالیے جیسا کہ عہد نبوی اور خیر القرون کے زمانے میں مساجد کا استعمال امت کی عمومی تربیت اور اصلاح کے کاموں کے لیے کیا جاتا تھا۔انہوں نے مزید کہا کہ امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے تعلیم کو اپنی اولین ترجیحات میں شامل کیا ہے امارت شرعیہ کی کوشش ہے کہ ملت کا کوئی بھی فرد ناخواندہ نہ رہے، اس کے اندر دین کی تعلیم بھی آئے اور دنیا کی تعلیم بھی، تاکہ دین کی تعلیم کے ذریعہ اپنی آخرت کو سنوار سکے اور دنیاوی تعلیم کے ذریعہ دنیاوی ترقی کے میدان ترقی یافتہ قوموں کے ساتھ کھڑا ہو سکے۔آپ نے مساجد کو مرکز بنا کر خود کفیل مکاتب کا نظام زیادہ سے زیادہ قائم کرنے کی طرف بھی متوجہ کیا انہوں نے کہا کہ جمعہ کے خطبہ کے ذریعہ ائمہ کرام امت کی اصلاح و تربیت کا کام انجام دیں اور ایسے موضوعات کا انتخاب کریں جو موجودہ حالات کے تناظر میں ضروری ہے، لوگوں کو اخلاق نبوی سے آراستہ ہونے کا پیغام دیجیے اور ان کی اخلاقی ،فکری اور نظریاتی تربیت کا کام کیجئے انہوں نے مساجد کے تحفظ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ موجودہ وقت میں مساجد کے وجود کو جو خطرات لاحق ہیں اسے ہم سب کو محسوس کرنا چاہیئے اور مساجد مدارس خانقاہ اور قبرستان کی زمینوں کے کاغذات درست کرانے کی طرف توجہ دینا اور مساجد کے تحفظ کا مضبوط انتظام کرنا ہم سب کی اولین ذمہ داری ہے صدر اجلاس مولانا قاری شعیب احمد صاحب ناظم مدرسہ عظمتیہ نوادہ و رکن شوریٰ امارت شرعیہ نے اپنے خطاب میں ائمہ کرام کی خدمات اور ان کی جدو جہد کی ستائش اور تحسین کرتے ہوئے کہا کہ ائمہ کرام ہمہ وقت امت کی اصلاح و تربیت کے کام میں لگے رہتے ہیں، تو ملت کو بھی ان کی ضروریات کا خیال رکھنا چاہئے ۔ بہت سی جگہوں پر ائمہ کرام کی تنخواہیں بہت ہی کم ہیں، جن سے ان کی بنیادی ضرورتیں بھی پوری نہیں ہوتیں ۔ایسے میں وہ دلجمعی کے ساتھ کیسے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر سکتے ہیں۔اس لیے مساجد کے ذمہ داروں کو چاہئے کہ وہ ائمہ کرام کو اتنی تنخواہ ضرور دیں کہ وہ اپنے گھریلو مسائل سے بے فکر ہو کر امت کی ضروریات کی طرف توجہ دے سکیں مساجد میں درس و تدریس کا نظام قائم کریں اور اس خدمت کیلئے امام مسجد کی الگ سے خدمت کرنی چاہیے۔اجلاس کی نظامت مولانا محمد نصیر الدین مظاہری نے انجام دی انہوں نے مذہبی و مسلکی اختلافات کو بھلا کر ملک وملت کے مشترکہ مفاد کے لیے متحد ہونے اور نفرت و عداوت کو مٹا کر آپسی بھائی چارہ کو فروغ دینے کی دعوت دیتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ کا مقصد جہاں مسلمانوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرنا ہے وہیں ملک کے باشندوں کے درمیان امن و سلامتی اور بھائی چارگی کا ماحول قائم کرنا بھی ہے ۔ائمہ کرام کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے منبر و محراب سے آپسی بھائی چارہ اور محبت کا پیغام دیں اور عام لوگوں کو اسلامی نظام عدل و مساوات سے روشناس کرائیں اور ان کے سامنے اسلام کی سچی تعلیم پیش کریں۔مولانا معظم علی وارث رحمانی نے کہا کہ ہم شکر گذار ہیں کہ امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی کی ہدایت پر نائب امیر شریعت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی اور قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے طے کیا کہ ہر ضلع میں ائمہ کرام کا تربیتی اجلاس منعقد کیا جائے الحمدُ للہ آج ہمارے ضلع شیخ پورہ میں اجلاس منعقد ہوا ان شاء اللہ اس کے بہتر نتائج برآمد ہوں گے۔ اجلاس کا آغاز قاری حسان امام مسجد کوتوالی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، مفتی ابصار قاسمی حافظ پرویز ھارون صاحب، محمد دانش، اعجاز الدین توصیف، شفیع احمد قاسمی، ثمیر الدین، اعجاز احمد، عبدالوھاب صاحب، محمد آفتاب، حافظ ذوالفقار، انعام الحق، فضل رحمٰن مظاہری و دیگر ائمہ کرام و ذمہ داران مساجد نے اجلاس میں شرکت کی ۔مقامی نوجوانوں نے اجلاس کو کامیاب و بامقصد بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔آخر میں مفتی وصی احمد قاسمی کی دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا۔

عقیدۂ آخرت کا انسان کی زندگی پر اثر

مولانا محمد منظور نعمانی

جن حقیقتوں پر ہمارے لئے ایمان لانا ضروری ہے، ان میں سے ایک آخرت کا عقیدہ ہے، قرآن مجید میں اکثر مقامات پر ''ایمان باللہ'' کے ساتھ ''ایمان بالیوم الآخر'' کا ذکر کیا جاتا ہے، مثلاً کہیں فرمایا گیا ہے: ''مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ'' کہیں ارشاد ہوا: ''یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ''

آخرت پر ایمان لانے کا مطلب کیا ہے؟: آخرت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی بتلائی ہوئی اس حقیقت کو تسلیم کیا جائے اور اس پر یقین کیا جائے کہ اس دنیا کی زندگی کے بعد ایک اور زندگی اور ایک عالم آنے والا ہے، اور وہاں انسان کو اس دنیا میں کئے ہوئے اس کے بُرے اور بھلے اعمال کی جزا اور سزا ملے گی، یہ اس عقیدہ کا اجمال ہے، قرآن وحدیث میں اس کی پوری پوری تفصیل فرمائی گئی ہے۔

آخرت عقلاً بھی ضروری ہے: آخرت کے بارے میں اتنی اجمالی بات تو ہر شخص کی سمجھ میں خود بھی آسکتی ہے کہ ہماری اس زندگی کے بعد کوئی اور ایسی زندگی ضرور ہونی چاہئے، جس میں لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا اور سزا ملے، کیونکہ یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ عمر بھر برائیاں کرتے ہیں، ڈاکے مارتے ہیں، غریبوں کا خون چوستے ہیں، رشوتیں لیتے ہیں، کمزوروں پر ظلم کرتے ہیں، لوگوں کے حق مارتے ہیں اور زندگی بھر عیش اڑاتے رہتے ہیں اور اسی حال میں مرجاتے ہیں، اسی طرح بہت سے لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ بیچارے بڑی نیکی کی زندگی گذارتے ہیں، کسی پر ظلم نہیں کرتے، کسی کے ساتھ دغا اور دھوکا نہیں کرتے، کسی کا حق نہیں مارتے، اللہ کی عبادت بھی کرتے ہیں، اس کی مخلوق کی خدمت بھی کرتے ہیں، اس کے باوجود ان کی ساری زندگی تنگی اور تکلیف سے گذرتی ہے، کبھی کوئی بیماری ہے، کبھی کوئی تکلیف اور پریشانی ہے اور اسی حال میں وہ اس دنیا سے چلے جاتے ہیں۔

تو جب یہ دنیا خدا کی پیدا کی ہوئی ہے اور وہ ہمارے سب اچھے برے اعمال کو دیکھتا ہے اور ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ یہاں اس دنیا میں نہ نیکوں کو ان کی نیکی کا صلہ اور انعام مل رہا ہے اور نہ مجرموں کو ان کے پاپ اور ظلم کی کوئی سزا دی جارہی ہے تو خود بخود یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ پھر اللہ کی طرف سے یہ جزا اور سزا کسی دوسری زندگی میں ملنی چاہئے، یہ تو نہیں ہوسکتا کہ اللہ کے یہاں ایسا اندھیر ہو، کہ نہ نیکوں کی نیکی کی کوئی قدر ہو اور نہ ظالموں اور بدکاروں کی بدمعاشی اور بدکاری اور ان کے ظلم وستم پر کوئی باز پرس ہو اور سارے پارساؤں اور پرہیزگاروں اور چوروں ڈاکوؤں کے ساتھ اندھیر نگری والا ایک ہی برتاؤ ہو، اللہ تعالیٰ کی ہستی تو بہت بلند ہے، یہ طرز عمل تو کسی بھلے آدمی کے بھی شایان شان نہیں کہ وہ شریفوں اور شریروں اور ظالموں اور مظلوموں کے ساتھ ایک ہی سا برتاؤ کرے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ ہم فرمانبرداروں اور نافرمانوں کے ساتھ یکساں برتاؤ کریں (سورہ قلم، ع:۲)۔

الغرض اس دنیا میں جزا اور سزا کے نہ ہونے سے خود بخود یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اس دنیوی زندگی کے بعد کوئی اور زندگی ایسی ہونی چاہئے جس میں لوگوں کو ان کے کئے کی جزا اور سزا ملے۔

یہی بات ایک دوسرے عنوان سے اور دوسرے طریقے پر یوں بھی کہی جاسکتی ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس دنیا کی ہر چیز کے کچھ خواص اور آثار ہیں، مثلاً آگ کی خاصیت جلانا ہے، پانی کی خاصیت بجھانا اور صفائی کرنا ہے، اسی طرح ہر جڑی بوٹی میں بھی کچھ خاصیتیں ہیں، ایسے ہی انسان کے مادی اعمال کے بھی خواص اور آثار ہیں جو لازماً ظاہر ہوکر رہتے ہیں، مثلاً وہ کھاتا ہے تو اس سے اس کی بھوک مرتی ہے، آسودگی آتی ہے، اسی طرح پانی پینے سے پیاس بجھتی ہے، اگر کوئی سخت چیز کھالی جائے تو پیٹ میں درد ہوجاتا ہے، بہت زیادہ کھالیا جائے تو بدہضمی ہوجاتی ہے، زہر کھانے سے آدمی مرجاتا ہے، دوا استعمال کرنے سے مرض جاتا رہتا ہے، کوئی ٹانک اور مقوی دوا کھانے سے طاقت اور توانائی آجاتی ہے اور ظاہر ہے کہ انسان کے اخلاقی اعمال خواہ وہ اچھے ہوں یا برے اس کے مادی اعمال سے زیادہ اہم اور اعلیٰ ہیں، اس لئے ایسا نہیں ہوسکتا کہ اس کے اخلاقی اعمال کا کوئی اثر، کوئی نتیجہ اور کوئی خاصیت نہ ہو، مثلاً ایک شخص اپنا کھانا خود کھانے کے بجائے کسی دوسرے بھوکے کو کھلا دیتا ہے اور خود بھوکا رہتا ہے یا کسی پیاسے کو پانی پلاتا ہے اور خود پیاس کی تکلیف اٹھاتا ہے یا کسی لاوارث بیمار کی محض اللہ کے واسطے خدمت اور تیمارداری کرتا ہے یا غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری کرتا ہے اور اپنی محنت سے کمایا ہوا مال ان پر خرچ کرتا ہے، پھر اس سب کے ساتھ اللہ کی عبادت اور بندگی بھی کرتا ہے، تو انسانی عقل اور فطرت کا یہ کھلا ہوا تقاضا اور فیصلہ ہے کہ ان نیک اعمال کے بھی ثرات اور نتائج ظاہر ہونے چاہئیں اور وہ مادی اعمال کے نتائج وآثار سے بہت زیادہ اہم اور اعلیٰ ہونے چاہئیں۔

اسی طرح اگر ایک شخص ظلم کرتا ہے اور کمزوروں کو ستاتا ہے، امانت میں خیانت اور معاملات میں دھوکہ بازی کرتا ہے، رشوت لیتا ہے یا ڈاکے ڈالتا ہے، قزاقی کرتا ہے، بے رحم ہے، بے درد ہے، جلاد ہے، اللہ کے بے گناہ بندوں کا خون بہاتا ہے، خدا کو کبھی بھولے سے یاد نہیں کرتا، غرض اپنے وقت کا فرعون ہے، تو ہماری عقل کہتی ہے کہ اس کی ان بداعمالیوں کے نتائج بھی نہایت سنگین ہونے چاہئیں اور سامنے آنے چاہئیں، آخر انسان جب اپنی معمولی ہر مادی غلطی کا خمیازہ بھگتتا ہے تو اتنی بڑی بڑی اخلاقی غلط کاریوں کا نتیجہ کیوں نہ بھگتے گا۔

بہرحال جب ہم یہ بات کھلی آنکھوں دیکھ رہے ہیں کہ انسان کے مادی اعمال کا نتیجہ اور اثر تو یہاں ظاہر ہوتا ہے لیکن اس کے اخلاق اور روحانی اعمال کا کوئی اثر اور کوئی نتیجہ یہاں ظاہر نہیں ہوتا، تو ہماری عقل وفطرت اور ہماری سمجھ بوجھ ضروری قرار دیتی ہے کہ پھر اس دنیوی زندگی کے بعد کوئی اور زندگی ہونی چاہئے جس میں ان اچھے یا برے اخلاقی اور روحانی اعمال کے آثار وخواص اور نتائج ظاہر ہوں اور انسانوں کو ان کی نیکوکاریوں اور بدکاریوں کی جزا اور سزا ملے۔

جزا اور سزا اس دنیا میں کیوں نہیں دی جاتی: اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر اسی دنیا میں ہر برائی اور بھلائی کی سزا اور جزا مل جایا کرتی، تو پھر یہ زندگی امتحانی زندگی نہ رہتی، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو امتحان کی دنیا بنایا ہے اور جزا اور سزا کو یعنی عذاب وثواب کو غیب کے پردہ میں رکھ کر انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ یہ اعلان کرایا ہے کہ جو کوئی یہاں میرے احکام کی فرمانبرداری کرے گا اور نیکی کی زندگی گذارے گا، میں اس کو آئندہ زندگی میں یہ انعام دوں گا اور جو کوئی سرکشی کرے گا، اور نافرمانی وبدکرداری کی زندگی گذارے گا میں اس کو ایسی ایسی سزائیں دوں گا، تو اگر بالفرض ہر برائی بھلائی کا بدلہ اسی دنیا میں ہاتھ کے ہاتھ اور نقد مل جایا کرتا تو یہ امتحان نہیں ہوسکتا تھا، پھر تو ہر آدمی نافرمانی سے اسی طرح بچتا جس طرح آگ میں کودنے سے ہر ایک بچتا ہے اور نیکی کرنے کے لئے ہر ایک اسی طرح مجبور ہوتا جس طرح کھانے پینے کیلئے مجبور ہوتا ہے اور پھر عذاب وثواب بے معنی ہوتا۔

اس کے علاوہ ایک وجہ جزا اور سزا کو دوسرے عالم میں رکھنے کی یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبردار بندوں کو جو صلہ اور انعام دینا چاہتا ہے اور جیسی چین وآرام والی زندگی انہیں بخشنا چاہتا ہے، اس دنیا میں اس کا کوئی امکان ہی نہیں ہے، اور اسی طرح اپنے نافرمانوں کو وہ جو سخت ترین سزا اور عذاب دینا چاہتا ہے اس کی برداشت کی بھی ہماری اس دنیا میں طاقت نہیں ہے، یعنی وہ اتنا سخت ہے کہ اگر وہ اس دنیا میں ظاہر ہوجائے تو یہاں کا سارا چین وآرام ختم ہوجائے اور یہ دنیا سوخت ہوکر رہ جائے، یہ دنیا تو بڑی کمزور اور بہت محدود طاقت رکھنے والی دنیا ہے، اور پھر اس کا نظام ایسا ہے کہ اس میں راحتیں اور تکلیفیں ملی چلی ہیں، اور اللہ تعالیٰ اپنے فرمابردار بندوں کو ان کی روحانی اور اخلاقی نیکیوں کے صلہ میں جو چین وآرام کی زندگی دینا چاہتا ہے وہ کسی ایسی ہی جگہ اور ایسے ہی کسی عالم میں ممکن ہے جہاں کسی تکلیف کا گذر نہ ہو، اور وہاں صرف بہار ہی بہار ہو، اور اسی طرح اپنے مجرموں اور نافرمانوں کو ان کی اخلاقی اور روحانی بدکرداریوں کی جو سخت سزا اور جو دردناک عذاب وہ دینا چاہتا ہے وہ کسی ایسے ہی عالم میں ممکن ہے جہاں بس دکھ ہی دکھ اور تکلیف ہی تکلیف ہو۔

بہرحال اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہی ہے کہ وہ بندوں کے اچھے برے اعمال کی جزا اور سزا اس دنیوی زندگی کے بعد والی زندگی میں اور دوسرے عالم میں دے گا، بس وہی عالم آخرت کا عالم ہے اور اس کے دو حصے ہیں، ایک جنت اور دوسرے دوزخ جنت میں اللہ کے انعام اور اسکے خاص فضل وکرم کا ظہور ہوگا، اور دوزخ میں اس کے صرف قہر وغضب کا ظہور ہوگا، اور یہ دونوں ظہور اعلیٰ پیمانہ پر ہوں گے، اور بس وہیں پوری خدائی شان ظاہر ہوگی۔

خدائی شان اور اسکے جلال وجمال کے ظہور کیلئے بھی آخرت کی ضرورت ہے: تو عالم آخرت کی اور جنت ودوزخ کی ضرورت اس لئے بھی ہے کہ اللہ کے مہر وقہر، اور جلال وجمال کا ظہور اعلیٰ پیمانہ پر ہوسکے، ہماری اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی ان صفات کا اگرچہ ظہور ہے، لیکن پورے ظہور کی اس دنیا میں برداشت نہ ہونے کی وجہ سے یہ ظہور بہت محدود ہے، یعنی یہاں اللہ کی جن جمالی صفات کا ظہور ہورہا ہے وہ بھی محدود ہے، اس لئے بھی ایک ایسے عالم کی ضرورت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی صفات جلال وجمال کا کامل ظہور ہوسکے۔ دراصل یہ ظہور ہی تو عالم کی تخلیق کا خاص مقصد ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے دنیا کی یہ بساط اسی لئے بچھائی ہے کہ اس کی صفات کمال کا ظہور ہو، پس آخرت کو اگر نہ مانا جائے تو یہ مقصد کہاں پورا ہوگا، لہٰذا اس وجہ سے بھی اس دنیا کے خاتمہ کے بعد عالم آخرت کا برپا ہونا ضروری اور ناگزیر ہے۔

آخرت کی تفصیلات نبوت ہی کے راستہ معلوم ہوسکتی ہیں: لیکن جزا وسزا کے اس عالم کی تفصیلات نبوت ہی کے راستہ سے معلوم ہوسکتی ہیں اور یہ بالکل یقینی بات ہے کہ اپنے اپنے وقت میں اللہ کے سب پیغمبروں نے اپنی اپنی امتوں کو آخرت کی اور جنت ودوزخ کی ضروری تفصیلات بتلائی تھیں، لیکن ان امتوں نے پوری طرح ان کو محفوظ نہیں رکھا اور اب محفوظ اور مستند بیان صرف اللہ کے آخری نبی سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ان کی لائی ہوئی اللہ کی کتاب قرآن مجید کا ہے، جو جوں کا توں محفوظ ہے، اور اس میں ایک بات بھی ایسی نہیں ہے جس سے عقلِ انسانی انکار کرسکے اور وہ ناممکن اور محال ہو۔

آخرت کی تفصیلات میں شبہ علم وعقل کی نارسائی کی وجہ سے ہوتا ہے: ہاں چونکہ عالم آخرت کی چیزیں ہماری دیکھی بھالی نہیں ہیں اور ہم نے ان کا کبھی تجربہ اور مشاہدہ نہیں کیا ہے، اس لئے وہ ہمیں اچنبھے کی سی معلوم ہوتی ہیں اور ان کا سمجھنا بعض لوگوں کے لئے مشکل ہوتا ہے، لیکن یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی بچے سے جو ابھی اپنی ماں کے پیٹ ہی میں ہو اگر کسی آلہ کے ذریعہ یہ کہا جائے کہ اے بچے! تو عنقریب ایک ایسی دنیا میں آنے والا ہے جہاں لاکھوں میل کی زمین ہے، اور اس سے بھی بڑے سمندر ہیں اور آسمان ہے، چاند، سورج اور لاکھوں ستارے ہیں اور وہاں ہوائی جہاز اڑتے ہیں، ریلیں دوڑتی ہیں، تو وہ بچہ اگر کسی طرح ان باتوں کو سمجھ بھی لے تو اس کے لئے ان باتوں کا یقین کرنا بڑا مشکل ہوگا، کیونکہ وہ جس دنیا میں ہے اور جس کو دیکھتا اور جانتا ہے وہ تو بس اس کے ماں کے پیٹ کی ایک بالشت بھر کی دنیا ہے۔ بالکل ایسا ہی معاملہ آخرت کے بارے میں اس دنیا کے انسانوں کا ہے، واقعہ یہ ہے کہ عالم آخرت اس دنیا کے مقابلہ میں اسی طرح بے حد وسیع اور بے انتہا ترقی یافتہ ہوگا، جس طرح ماں کے پیٹ کے مقابلہ میں ہماری یہ زمین وآسمان والی دنیا بے حد وسیع اور ترقی یافتہ ہے اور جس طرح بچہ ماں کے پیٹ سے اس دنیا میں آنے کے بعد وہ سب کچھ دیکھ لیتا ہے، جس کی وہ ماں کے پیٹ کے زمانہ میں سمجھ بھی نہیں سکتا تھا، اسی طرح آخرت کے عالم میں پہنچ کر سب انسان وہ سب کچھ دیکھ لیں گے جو اللہ کے پیغمبروں نے وہاں کے متعلق بتلایا ہے۔

بہرحال نبوت کے راستہ سے آخرت کے متعلق جو تفصیلات ہمیں معلوم ہوئی ہیں، وہ سب یقینی اور حق ہیں اور ان میں کوئی چیز بھی ناممکن اور محال نہیں ہے، ہاں چونکہ یہاں ہمارا علم اور مشاہدہ بہت محدود اور ناقص ہے، اس لئے بعض لوگوں کو وہ باتیں اچنبھے کی سی معلوم ہوتی ہیں اور کم عقل لوگ اپنی نادانی سے ان میں شبہ کرتے ہیں، لیکن ایمان کا اور عقل سلیم کا فیصلہ یہ ہی ہے کہ اللہ نے اور اس کے صادق مصدوق رسول نے آخرت کے بارے میں اور وہاں کی جزا سزا کے متعلق جو کچھ بتلایا ہے، اس سب کو حق مانا جائے اور اس پر یقین کیا جائے۔

یہ بالکل عقلی اور فطری بات ہے کہ جس چیز کو ہم نہیں جانتے اور ہم نے خود اس کو نہیں دیکھا، اس کے متعلق ہم ان سچے لوگوں کے بیان پر اعتماد کریں جن کو اس کا علم کسی مستند ذریعہ سے ہوگیا ہے یا جنہوں نے اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور جن کی سچائی اور پاکبازی بھی ثابت ہوچکی ہے، پس مرنے کے بعد عالم برزخ اور قبر کے بارے میں اور پھر قیامت کے بارے میں اور حشر ونشر اور حساب کے بارے میں اور جنت دوزخ کے بارہ میں جو کچھ قرآن پاک نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا ہے، اس سب پر ہمارا ایمان ہے اور ہم کو یقین ہے کہ وہ سب کچھ بالکل اسی طرح ہونے والا ہے جس طرح کہ بتلایا گیا ہے، بس یہی معنی ہیں آخرت پر ایمان لانے کے۔

اللہ اور آخرت پر ایمان کا لازمی تقاضا: اس کے بعد یہ بتلانے کی ضرورت نہیں رہتی کہ اللہ اور آخرت پر ایمان لانے کے بعد آپ سے آپ ہم پر یہ لازم ہوجاتا ہے کہ ہم جانوروں کی سی من مانی زندگی گذاریں، بلکہ اللہ کی بندگی اور فرمانبرداری والی زندگی گذاریں، تاکہ ہمارا خالق اور مالک جس کے قبضہ میں سب کچھ ہے وہ ہم سے راضی ہو اور آخرت کی کبھی نہ ختم ہونے والی زندگی میں ہم اس کے غضب اور عذاب سے بچ سکیں اور جنت اور وہ انعامات حاصل کرسکیں جن کا اس نے اپنے فرمانبردار اور اطاعت شعار بندوں کے لئے وعدہ فرمایا ہے۔

قناعت کی دولت ۔ ایک بڑی نعمت

پروفیسر ظفرالاسلام اصلاحی

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دنیوی زندگی میں زیب وزینت اور من پسند بہت چیزیں ہیں جن کی طلب میں ضرورت سے زیادہ یا حد درجہ مصروف ہوکر انسان روزمرہ کی زندگی میں اللہ رب العزت کی یاد سے غافل ہو جا تا ہے لیکن حقیقت یہ کہ ذکر الٰہی عبادت الٰہی اور اتباع حکم الٰہی سے سب سے زیادہ غافل کرنے والی چیز مال کی محبت اور اس کے جمع کرنے نیز اس میں اضافہ کی حرص ہے، بہت زیادہ مال واسباب کی طلب کو قرآن نے تکاثر کہا ہے، تکاثر کا تعلق مال و دولت، زمین و جائداد، مکان یا نئی بلڈنگ، بہترین یا اعلی معیار کی سواری اور سیاسی اقتدار و حکومت، سب سے ہوتا ہے لیکن واقعہ یہ کہ یہ بری روش سب سے زیادہ مال کے ضمن میں نظر آتی ہے۔ مال کی لالچ اور اس کی زیادتی کی ہوس رکھنے والے کو چین نہیں نصیب ہوتا، اس لئے کہ اس کے نفس میں ''هل من مزيد'' (کچھ اور بھی) کی آواز بازگشت کرتی رہتی ہے۔

قرآن وحدیث میں مال و دولت اور دوسرے دنیوی ساز وسامان کو زیب وزینت سے تعبیر کرتے ہوئے انہیں وجہ آزمائش کہا گیا ہے۔ یہ عام مشاہدہ ہے کہ زیب وزینت کی جو چیزیں دل کو بہت بھاتی ہیں، دوسری چیزوں کی بہ نسبت ان میں زیادہ جی لگتا ہے اور اس میں اس کی آزمائش ہوتی ہے۔ فرمان الٰہی ہے: اور جان لو کہ تمھارے مال وتمھاری اولاد (تمھارے لئے) فتنہ (سامان آزمائش) ہیں اور اللہ کے پاس بہت بڑا اجر ہے (الانفال)۔ اس آیت کی تشریح میں صاحب تفہیم القرآن تحریر فرماتے ہیں: ''دراصل دنیا کی امتحان گاہ میں یہ (مال واولاد) تمھارے لیے سامان آزمائش ہیں۔ جسے تم بیٹا بیٹی کہتے ہو حقیقت کی زبان میں وہ دراصل امتحان کا ایک پرچہ ہے۔ اور جسے تم جائداد یا کاروبار کہتے۔ ہو وہ بھی درحقیقت ایک دوسرا پرچہ امتحان ہے۔ یہ چیزیں تمہارے حوالے کی ہی اسی لیے گئی ہیں کہ ان کے ذریعہ سے تمھیں جانچ کر دیکھا جائے کہ تم کہاں تک حقوق اور حدود کا لحاظ کرتے ہو، کہاں تک ذمہ داریوں کا بوجھ لادے ہوئے جذبات کی کشش کے باوجود راہ راست پر چلتے ہو، اور کہاں تک اپنے نفس کو، جوان دنیوی چیزوں کی محبت میں اسیر ہوتا ہے، اس طرح قابو میں رکھتے ہو کہ پوری طرح بندۂ حق بھی بنے رہو اور ان چیزوں کے حقوق اس حد تک ادا بھی کرتے رہو جس حد تک حضرت حق نے خود ان کا استحقاق مقرر کیا ہے۔ اسی ضمن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بھی ملاحظہ فرمائیں: ان لكل أمة فتنة وفتنة أمتي المال (جامع ترمذی، ابواب الزہد، باب ما جاء ان فتنة ہذه الامة فی المال) ''ہر امت کے لئے کوئی نہ کوئی چیز وجہ آزمائش ہوتی ہے، میری امت کے لئے آزمائش مال میں ہے''۔ مال میں سب سے بڑی آزمائش یہ ہے کہ اس کی محبت انسان کی سرشت میں داخل ہے۔ ارشاد ربانی ہے: وانه لحب الخير لشديد (العٰدیٰت) ''اور وہ بے شک مال کی محبت میں بہت سخت ہے''۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان مال سے صرف محبت نہیں، بلکہ شدید محبت رکھتا ہے، اور یہ فطری بات ہے کہ جو چیز انسان کو محبوب ہوتی ہے اسے زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی دوڑ بھاگ میں لگا رہتا ہے۔ ایک دوسری آیت میں واضح طور پر انسان کو خبر دار کر دیا کہ مال اور دوسری کون سی چیزیں اس کی پسندیدہ ہیں جن کی محبت ان کے دلوں میں بطور آزمائش رچا بسا دی گئی ہے۔ ان میں عورتوں، اولاد، سونے چاندی کے ذخیرے، شاندار سواریاں، جانور کھیت وزرعی پیداوار کو خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے کہ: ''لوگوں کے لئے مرغوبات نفس۔ عورتیں، اولاد، سونے چاندی کے کھنکھناتے ڈھیر، عمدہ گھوڑے، مویشی، زرعی زمینیں اور ان کی پیداوار بڑی خوش نما بنادی گئی ہیں مگر یہ سب دنیا کے چند روز وسامان ہیں، اور سچ یہ ہے کہ بہترین ٹھکانا اللہ کے یہاں ہے''۔

عام مشاہدہ ہے کہ جب کسی چیز کی شدید چاہت ہوتی، تو وہ رفتہ رفتہ لالچ میں تبدیل ہو جاتی ہے، اس کا کچھ حصہ مل جاتا ہے تو اسے بڑھانے کی فکر لگی رہتی ہے، یہاں تک کہ ایک طلب پوری نہیں ہوتی کہ دوسری طلب پیدا ہو جاتی ہے یعنی کچھ اور مل جائے، کچھ اور مل جائے، اسی ادھیڑ بُن میں حریص شخص پڑا رہتا ہے اور اسے تسکین نہیں ملتی۔ ایک حدیث میں بڑے موثر اسلوب میں انسان کی اس کیفیت کی تصویر کشی کی گئی ہے، ملاحظہ ہو: حضرت عبداللہ ابن زبیر کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''اگر کسی شخص کو ایک وادی بھر سونا دے دیا جائے تو وہ دوسری وادی بھر سونا کی خواہش کرے گا، اگر اسے سونے بھری دوسری وادی مل جائے تو تیسری کی آرزو میں گرفتار ہو جائے گا۔ (حقیقت یہ کہ) انسان کے پیٹ کو (قبر کی) مٹی کے سوا اور کوئی چیز بھر نہیں سکتی اور اللہ کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے جو گناہ کے ارتکاب کے بعد اس سے توبہ کر لیتا ہے''۔

اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں کہ دل میں مال کی محبت کا بیٹھ جانا، بہت زیادہ مال واسباب جمع کرنے کا حریص ہونا، رات دن اس میں سرگرداں رہنا اور اس میدان میں دوسروں سے مقابلہ کا ماحول گرم رکھنا اور پھر اپنے جمع کردہ ذخیرہ پر فخر وناز کرنا بہت بری روش ہے جو دنیوی واخروی دونوں نقصان کا موجب بنتی ہے۔ یہ نکتہ ان آیات پر غور وفکر سے مزید واضح طور پر سامنے آتا ہے جن میں مال واولاد کو فتنہ (یعنی آزمائش کا سامان) کہا گیا ہے اور ان کے فوراً بعد اللہ سے ڈرنے اور گناہوں سے دور رہنے کی ہدایت دی گئی ہے (الانفال۔ التغابن)، یعنی اس پر متنبہ کیا گیا ہے کہ مال و دولت حاصل کرنے اور خرچ کرنے اور اولاد کی پرورش و پرداخت کرتے ہوئے اللہ کے روبرو حاضری اور باز پرس سے ڈرتے رہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کاموں کو کرتے ہوئے شریعت کے حکموں کو توڑ کر رب کریم کی ناراضگی مول لے لو۔ اگر ایسا ہوا تو بڑے نقصان سے دوچار ہو گے۔ رہا یہ مسئلہ کہ مال واولاد سے متعلق معاملات میں ضرورت سے زیادہ یا خلاف شریعت مصروفیات میں دین کے اعتبار سے سب سے بڑا نقصان کیا ہے؟ قرآن کی رو سے سب سے بڑا نقصان ہے اللہ کی یاد سے غافل ہو جانا، فرائض بجالانے میں لاپرواہی برتنا اور اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا ہے اور یہ بلاشبہ عاقبت کو خراب کر دینا ہے جس سے بڑا اور کوئی خسارہ نہیں ہوسکتا۔ ارشاد ربانی ہے: (اے ایمان والو! تمھارے مال تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی ذکر سے غافل نہ کر دے اور جو لوگ ایسا کریں گے وہ یقیناً بڑے گھاٹے میں ہوں گے) (المنٰفقون) یعنی متنبہ رہو اور اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہو، مال کی طلب میں اس درجہ اور اس طریقہ سے منہمک نہ ہو جاؤ کہ اللہ کی یاد سے غافل ہو جاؤ، اور اپنی اولاد کی محبت یا انہیں خوش رکھنے میں ایسا رویہ نہ اختیار کرو کہ اللہ ناراض ہو جائے۔ یہ بات محتاج وضاحت نہیں کہ اللہ کی یاد سے غافل ہو جانے کا مطلب محض زبان سے ذکر تسبیح واوراد کے کلمات ادا کرنا بھول جانا نہیں ہے، بلکہ اس میں اللہ کی ہدایات کو بھول جانا، مالی معاملات اور اولاد کی پرورش و پرداخت میں احکام الٰہی کو فراموش کر دینا سب کچھ شامل ہے۔

مال و دولت کی حرص دینی امور کے لئے کس قدر نقصان دہ ہے؟ اسے ایک حدیث میں بڑے موثر انداز میں واضح کیا گیا ہے۔ حضرت کعب ابن مالک روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: دو بھوکے بھیڑیے جنہیں بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیا جائے (وہ بکریوں کو) اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا نقصان مال و دولت کی حرص کسی کے دین کو پہنچاتی ہے۔ (جامع ترمذی، ابواب الزہد، باب ما جاء فی معینة اصحاب النبی سلالم)۔ واقعہ یہ کہ تکاثر بجائے خود ایک کھلی ہوئی برائی ہے اور بہت سی دیگر برائیوں کو جنم بھی دیتی ہے۔ ان میں خاص طور سے بخل و ذخیرہ اندوزی، حسد جلن، رقابت و دشمنی، بددیانتی وفریب دہی اور احکام الٰہی وسنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی کو ذکر کیا جا سکتا ہے۔

یہاں یہ واضح رہے کہ مال و دولت کمانا اور اس کے میسر آ جانے پر خوشی کا اظہار ناپسندیدہ ومعیوب نہیں، لیکن اس صورت حال میں بے قابو ہوکر غیر معتدل رویہ اختیار کرنا اور مختلف قسم کی برائیوں میں مبتلا ہونا غلط وناپسندیدہ روش ہے، جیسے کہ ایک حدیث سے اس نکتہ کی وضاحت ملتی ہے۔ ایک مرتبہ ایک صحابی بحرین سے جزیہ کی صورت میں کچھ مال لے کر مدینہ واپس ہوئے اور دوسرے صحابہ کو بھی اس کی خبر ہوگئی صبح کو نماز فجر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرماتے ہوئے ان سے پوچھا کہ تمھیں معلوم ہو گیا ہوگا کہ بحرین سے مال آیا ہے، انہوں نے جواب میں کہا: ہاں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واقعی مال آیا ہے، خوش ہو جاؤ اور ہمیشہ مسرت بخش چیزوں کی امید رکھو (أَبْشِرُوْا وَ أَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ)۔ (لیکن یہ بھی سن لو) قسم اللہ کی کہ مجھے تمھارے بارے میں فقر سے اندیشہ نہیں کہ وہ تم میں فساد پیدا کرے گا، بلکہ یہ اندیشہ ضرور ہے کہ تمھارے لئے دنیا کے مال و دولت کی فراخی کر دی جائے گی، جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کی گئی تھی، پھر تم اس میں اسی طرح رغبت ومقابلہ آرائی کرو گے جیسے تم سے پہلے لوگوں نے کیا تھا، آخر کار یہ روش تمھارے لئے موجب ہلاکت ہوگی جس طرح اس نے انہیں ہلاک کر دیا تھا (فتهلكم كما أهلكتهم) (صحیح بخاری، کتاب الجزمی والموادعة، باب الجزیة والموادعة مع اہل الذمة والحرب)۔ اس حدیث کی تشریح میں مولانا محمد فاروق خاں رقم طراز ہیں: ''یعنی فقر وافلاس کی وجہ سے آدمی فتنہ وآزمائش میں پڑ سکتا ہے لیکن اس سے بڑھ کر اس کے بارے میں اندیشہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ اس کے لئے مال ومتاع کی راہیں کھل جائیں اور وہ دولت کی چاہت میں اپنی اصل ذمہ داریوں کو فراموش کر بیٹھے، اسے دھن ہو تو اس بات کی کہ کتنی جلد وہ اپنے لئے زیادہ سے زیادہ سرمایہ سمیٹ لے۔ وہ حرص کا ایسا بندہ بن کر رہ جائے کہ نہ اسے فقراء ومساکین پر رحم آئے اور نہ اپنی دولت کو راہ خدا میں صرف کر سکے۔ اور بالآخر خدا کے غضب میں گرفتار ہو کر رہے جس طرح پچھلی قومیں خدا کے غضب کا شکار ہوئی ہیں۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ ضروریات سے بڑھ کر کسی شخص کے پاس دولت جمع ہو جاتی ہے تو اس کے ساتھ ہی اس کا قوی اندیشہ ہو جاتا ہے کہ کہیں وہ دنیا میں اس طرح نہ منہمک ہو جائے کہ نہ اسے خدا یاد آئے اور نہ اسے آخرت کی کوئی فکر دامن گیر ہو، اور نہ دنیا میں ہلاکت سے دوچار ہونے کا اسے خیال آئے۔ (کلام نبوت)

ان احادیث سے یہ نکتہ اخذ ہوتا ہے کہ مال کا ملنا یا کثیر مقدار میں اس کا حصول اسلام میں ممنوع نہیں ہے، بلکہ بہت زیادہ مال و دولت جمع کرنے کی شدید خواہش میں مبتلا ہو جانا اور دن رات اسی کی تکمیل میں لگے رہنا معیوب، مذموم اور نقصان دہ ہے، یہ ایک واقعہ ہے کہ جب کسی چیز کی محبت دل میں گھر کر لیتی ہے تو اس کے ساتھ بظاہر متضاد حرص وبخل دونوں برائیاں اس کے دل میں پرورش پاتی ہیں اور یہ برائیاں حقوق اللہ وحقوق العباد دونوں کی خلاف ورزی میں منتج ہوتی ہیں، اس لئے کہ اس کے دل میں یہ خیال جم جاتا ہے کہ اگر جمع شدہ پونجی میں سے کچھ خرچ کرے گا تو اس میں کمی آجائے گی، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں اس عمل کو ایک اعلیٰ درجہ کی نیکی قرار دیا گیا ہے کہ مال کی شدید محبت وچاہت کے باوجود اسے نیک کاموں میں خرچ کیا جائے، سچا مومن اسی وصف سے مزین ہوتا ہے جیسا کہ یہ آیت بتا رہی ہے: آتى المال على حبه ذوى القربىٰ واليتامىٰ ولمسٰكين (البقرہ) ''اور وہ مال کی محبت کے باوجود اسے اہل قرابت، یتیموں اور غریبوں پر خرچ کرتا ہے''۔ اس کی مزید تشریح اس حدیث سے ملتی ہے کہ جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اجر کے اعتبار سے وہ صدقہ بڑھ کر ہے کہ جسے کوئی کسی کو دے اس حال میں کہ وہ صحت مند ہو اور صدقہ والے مال کی حرص میں ڈوبا ہوا ہو اور بخل میں بھی اس طرح مبتلا ہو کہ فقر کے ڈر سے مال نہ خرچ کرتا ہو اور زیادہ مال کا خواہشمند ہو۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کے مطابق ایک صحابی کے اس سوال (اى الصدقة اعظم اجرا) کون سا صدقہ اجر کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر ہے کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان تصدق وانت صحيح، شحيح، تخشىٰ الفقر وتامل الغنى (صحیح مسلم) تم صدقہ کرو اس حال میں کہ تم صحت مند ہو (مال کے) حریص ہو، فقر سے خوف کھاتے ہو اور مال داری کے امیدوار یا خواہش مند ہو)۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو قناعت پسند ہونا چاہئے اور نیکی میں سبقت کرنی چاہئے۔

غزوات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تابناک پہلو

مفتی ابو لبابہ شاہ منصور

حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کو جس زاویے سے بھی دیکھا جائے، آپ کے باکمال ترین انسان ہونے کا یقین بڑھتا چلا جاتا ہے اور دل میں آپ سے عقیدت ومحبت کے جذبات بے ساختہ پروان چڑھتے جاتے ہیں، آیئے! آپ کی زندگی کے اس قابل فخر اور لائق تقلید پہلوؤں کا اجمالی تذکرہ کریں، تا کہ ہمارے دل آپ کی محبت وعظمت سے سرشار ہوجائیں اور ہمارے مردہ دلوں میں بے اختیار آپ کی جہادی محنت کی پیروی اور آپ کی مبارک سنتوں کے اتباع کا شوق پیدا ہوجائے۔

(١) **عظیم ترین سپہ سالار**: آپ کی جنگی معرکوں کا مطالعہ کیا جائے تو سب سے پہلے اور سب سے زیادہ جو چیز واضح ہوکر سامنے آتی ہے وہ یہ کہ آپ جس طرح سید الرسل اور خاتم الانبیاء تھے، اسی طرح دنیا کے سب سے بڑے اور سب سے باکمال عسکری قائد بھی تھے، جس طرح نبوت ورسالت کا وصف آپ میں کامل واکمل طور پر پایا جاتا تھا، حربی معاملات کی سمجھ بوجھ اور جنگی تدبر وفراست میں بھی آپ کا کوئی ثانی نہ تھا، مشرکین مکہ اور یہود کے ساتھ جان لیوا معرکوں میں آپ نے جو تدابیر اختیار کیں اور جن جگہوں اور اوقات کا انتخاب فرمایا وہ عقل وفراست اور حکمت وشجاعت کے عین مطابق تھا، جنگی حکمت عملی، لشکر کی ترتیب، حملے کے وقت اور طریقے کا انتخاب، دفاع کا طریق کار اور منصوبہ بندی، دشمن کی جاسوسی اور اس کے ارادوں کے متعلق بروقت معلومات واطلاعات کا حصول، نازک مرحلوں میں متاثر کن قوت فیصلہ کا اظہار اور جنگی معاملات ومسائل میں آپ کے فیصلہ کن اقدامات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ تاریخ انسان کے نامور کمانڈوں سے بہت بلند وبرتر صلاحیتوں کے حامل تھے اور اس کا اعتراف ہر وہ شخص کرتا ہے جس کو جنگوں کی ذرا بھی سوجھ بوجھ ہو یا فوجی مہمات کے پس منظر وپیش منظر اور آثار ونتائج کے متعلق وہ کچھ بھی شُد بُد رکھتا ہو۔

(٢) **نادر ترین صفت**: اس سے بھی زیادہ بڑھ کر ایک چیز اور ہے وہ یہ کہ عسکری قیادت کی اہلیت تو بہت سے قائدین میں پائی جاتی ہے، لیکن خطرناک صورتحال جس میں شکست کا اندیشہ سر پر آ کھڑا ہو اور جنگ کی آگ سب کچھ بھسم کرنے کے قریب پہنچ چکی ہو ایسے وقت اپنے اعصاب پر قابو پا کر حالات کا سامنا کرنا، لشکر کی قیادت اپنے قابو میں رکھتے ہوئے اسے مجتمع رکھنا اور اپنی قوت فیصلہ کی بدولت جنگ کا پانسہ پلٹ دینا یہ خوبیاں جیسی آپ میں پائی جاتی تھیں، اس کی کوئی مثال آپ سے قبل دیکھنے میں نہ آئی ہے، نہ آپ کے بعد ایسے کسی فرد کا پیدا ہونا ممکن ہے، احد میں آپ کی لازمی ہدایت کو نظر انداز کرنے اور حنین میں کچھ افراد کی بعض کمزوریوں کے باعث سنگین صورتحال پیدا ہوگئی تھی، اس وقت آپ نے جس بے نظیر تحمل، شجاعت، قوت قلبی اور عبقریت کا مظاہرہ فرمایا، وہ رہتی دنیا تک یادگار رہے گا، آپ ان نازک ترین مواقع پر دشمن کے مقابلے میں ڈٹے رہے اور اپنی نابغۂ روزگار حکمت عملی اور حوصلہ مندی سے یا تو اسے اس کے مقصد میں ناکام بنا دیا، جیسا کہ اُحد میں ہوا یا جنگ کا پانسہ مسلمانوں کے حق میں اس طرح پلٹ دیا کہ ان کی وہ شکست فتح میں تبدیل ہوگئی، جس کے آثار واضح طور پر نظر آنے لگے تھے، مگر یہ آپ کی طبعی قوتوں اور حربی مہارت کا کمال ہے کہ آپ نے ان مواقع پر معاملہ ہاتھ سے نکل جانے کے بعد حالات کو پھر سے اپنے قابو میں لایا اور ناقابل یقین طور پر نتیجہ کو مسلمانوں کے حق میں کر دکھایا۔

(٣) **شدید مشکلات میں شاندار نتیجہ**: ایک اور عجیب وغریب بات یہ ہے کہ ان تمام معرکوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناموافق حالات، وسائل کی کمی اور عدد وسامان میں خود سے بڑے اور سخت جان دشمن کا سامنا تھا، آپ کے پاس ہمیشہ نفری اور آلات حرب کی کمی رہی جبکہ آپ کے دشمن ظاہری اسباب میں بہت زیادہ ہونے کے علاوہ دنیا کے جنگجو ترین گروہ مانے جاتے تھے، روئے زمین پر ان کے مدمقابل آنے کی ہمت کوئی نہ کرتا تھا، لیکن آپ نے حالات کی ناسازگاری اور مادی اعتبار سے پسماندگی کے باوجود شاندار نتائج حاصل کئے، دنیا میں فاتحین تو بہت رہے ہیں، بعض نے فاتح عالم کا لقب بھی پایا ہے، مگر ان کو بے انتہا ساز وسامان اور ہوش ربا عددی برتری حاصل تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن حالات میں شکست کا رخ پھیر کر فتح کو حاصل کیا اگر اس کے کچھ حصے کا سامنا بھی ان کمانڈروں کو کرنا پڑ جاتا تو ان کے لئے فاتحین کی فہرست میں اپنا نام لکھوانا ممکن نہ ہوتا۔

(٤) **مقاصد کے حصول میں کامیابی**: جہاں تک ان غزوات کے مقاصد کے حصول کا تعلق ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس حوالے سے بھی بے حد کامیاب رہے، آپ اور آپ کے جانثار ساتھیوں کے ہاتھوں سرزمین عرب سے نہایت قلیل عرصے میں کفر وشرک اور نفاق ویہودیت کا صفایا ہوگیا، اسلام اور بت پرستی کی کشمکش میں آپ نے مشرک کی کمر توڑ کر رکھ دی، یہودیت کو مرکز اسلام کے قلب سے دور دراز مقامات کی طرف جلاوطن کر دیا، مسیحیوں کی ایک بڑی طاقت آپ کی پیش قدمی سے بچنے کے لئے ایک طرف پسپا ہوگئے، ان جنگجوؤں کی بدولت آپ نے یہ بھی معلوم کرلیا کہ کون آپ کا ساتھ دینے میں مخلص ہیں اور کون منافقین ہیں، جن کے دلوں میں غدر وخیانت کے جراثیم چھپے ہیں، چنانچہ کچھ ہی عرصہ نہ گزرنے پایا تھا کہ اسلام کی دعوت اور اشاعت کا راستہ صاف ہوگیا اور خلق خدا ان جکڑ بندیوں سے آزاد ہوکر فوج درفوج اسلام میں داخل ہونے لگی، جو طاغوت کے پجاریوں نے ان کے گرد کس رکھی تھی۔

(٥) **اغراض کی پاکیزگی**: جنگ کے اغراض اور اہداف کے لحاظ سے تو آپ نے انسانی زندگی کے اس شعبے کو یکسر تبدیل کر کے رکھ دیا اور اسے ایسا اعلیٰ مقام دلوایا کہ جنگجوئی کے فطری جذبے کا اظہار نہیں، بلکہ ایک پاکیزہ عبادت بن گیا، آپ سے قبل جنگ کمزوریوں کو کچلنے، ملکوں پر قبضہ جمانے، لوگوں کو غلام اور ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنانے اور مال ودولت حاصل کرنے کا ذریعہ تھی، حملہ آوروں کے سامنے غصے کی تسکین اور انتقام، لوٹ مار، قتل وغارت گری، آبادیاں ویران کرنے، عورتوں کی بے حرمتی اور بوڑھوں سے سنگدلانہ سلوک جیسے پست اور غیر انسانی حرکتیں تو ہوتے تھے لیکن کوئی ایسا ہدف نہ تھا جو کہ شریفانہ اخلاق اور انسانی فطرت سے ہم آہنگ ہو، انسانی دنیا اس اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ممنون واحسان رہے گی کہ آپ نے جنگ کی روح تبدیل کر کے اسے مقدس عبادت میں بدل دیا اور جنگی معاملات میں ایسے اعلیٰ اخلاق وکردار کا رواج ڈالا جس نے اسے مادی اور سفلی اغراض کی خاطر کی جانے والی مہم جوئی کے بجائے اعلیٰ وارفع مقاصد کے لئے کی جانے والی مثالی اور قابل احترام جدوجہد میں تبدیل کر دیا، آپ ہی نے جنگ کا یہ مفہوم متعارف کروایا کہ اس کے ذریعے انسانیت کو ظلم کے نظام سے نکال کر عدل وانصاف کے نظام میں لانے کی جدوجہد کی جائے اور طاقتوروں کے قائم کردہ اس اقتدار کو ختم کیا جائے جس میں طاقت واقتدار آسمانی تعلیمات اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کے تابع ہو، جس میں کمزور کو دبایا نہ جائے، بلکہ اسے سہارا دے کر معزز مقام دلوایا جائے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلد ہی بدترین اخلاقی عیوب رکھنے والے معاشرے میں امن وسکون، حقوق انسانی اور مروت وانسانیت پر مشتمل ماحول قائم کرنے میں کامیاب ہوگئے اور جنگ کے ذریعے ایسے شریفانہ اور بلند پایہ اعزاز کو تسلیم کیا گیا ہے۔

(٦) **اخلاقی اصولوں کی پابندی**: آخری امر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے دوران ہمیشہ اعلیٰ اخلاقی اصولوں کی پابندی کی اور ایسے کریمانہ اصول وضوابط خود بھی اپنائے اور اپنے کمانڈروں سے بھی ان کی لازمی پابندی کروائی جن کی کوئی دوسری قوم مثال نہیں پیش کرسکتی، بلکہ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ یہ بلند پایہ قواعد وضوابط مسلمانوں ہی نے متعارف کروائے اور ان ہی پر ختم ہیں، دوسری اقوام کو ان سے چنداں سروکار نہیں رہا اور اس کی بنیادی وجہ مسلمانوں کے وہ پیغمبر ہیں جو رحمۃ اللعالمین کے منصب پر فائز تھے اور اپنی کریمانہ طبیعت اور شریفانہ فطرت کی وجہ سے آپ نے مسلمانوں کی ایسی تربیت کی جس کا نظارہ چشم فلک نے اس سے قبل نہ دیکھا تھا، چنانچہ آپ نے خیانت وبدعہدی، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل کرنے، مقتولین کے ناک کان کاٹنے، دشمن کو آگ میں جلانے اور مال غنیمت میں خیانت کرنے سے سختی سے منع فرمایا، قیدیوں اور ذمیوں (غیر مسلم شہریوں) کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا، سفیر کو قتل کرنے سے روکا، جانوروں اور کھیتیوں کو بلاوجہ ہلاک وضائع کرنے پر پابندی لگائی اور اسی طرح کے کئی ایسے زرّیں اخلاقی اصول بیان فرمائے جن کی وجہ سے مسلمان مجاہد ایک زبردست اور ماہر فن جنگجو ہی نہیں اخلاقیات سے آراستہ اور اصولوں کے پابند شریف النفس انسان کے روپ میں سامنے آیا۔

(٨) **رزق کی فراوانی**: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو آپ اور آپ کے ساتھی اپنا سب کچھ پیچھے چھوڑ آئے تھے، خوفناک معاشی مسائل منہ کھولے آپ کے سامنے کھڑے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوات کی بدولت نہ صرف یہ کہ وہ سب کچھ حاصل کیا جو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں نے اللہ کے نیک بندوں سے چھین لیا تھا، بلکہ وہ غنائم بھی مسلمانوں کے ہاتھ آ گئے جس کے بل بوتے پر کفر طوفان بدتمیزی برپا کئے رکھتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ ضرورت مند اور بے خانماں مسلمانوں کو اسباب معیشت فراہم کئے بلکہ لشکر اسلام کے لئے ہتھیار، سواریاں، ساز وسامان اور اخراجات جنگ بھی مہیا کئے اور یہ سب کچھ اللہ کی مخلوق پر کسی قسم کا ظلم یا زرہ، برابر زیادتی کئے بغیر ممکن ہوا، بلاشبہ رزق کی یہ فراوانی جہاد کی عظیم برکت اور غزوات کا ثمرہ تھی۔

(٩) **جانشینوں کی تیاری**: آپ کا ایک کمال یہ بھی رہا کہ آپ نے خونریز معرکوں میں اپنے مالی عملی نمونوں کی بدولت اپنے جانثار ساتھیوں میں سے جنگی قائدین کی ایک ایسی جماعت تیار کرلی جنھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عراق وشام کے میدانوں میں فارس وروم سے ٹکر لی اور جنگی منصوبہ بندی میں روئے زمین کے مشہور ترین سپہ سالاروں اور ان کی جنگجو فوجوں کو مات دے کر ان کے غرور کا سر نیچا کر دیا اور اسلام کو دنیا کی طاقتور ترین اقوام اور ملکوں پر غالب کر دکھایا، ایسا صدقہ جاریہ چھوڑ جانا اور اپنے رفقا کی مثالی تربیت کر کے ان میں سے قیادت کے اہل ایسے افراد پیدا کر جانا یہ بھی آپ کی ایسی خصوصیت ہے جو ہمیں کسی بھی دوسرے سپہ سالار یا قائد میں نظر نہیں آتی۔

سیرت کا حقیقی رنگ: یہ چند پہلو ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عسکری حیات مبارکہ کے سرسری جائزے سے سامنے آتے ہیں، افسوس کہ آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کا یہ حصہ ہماری نظروں سے اوجھل ہے، بلکہ صحیح یہ ہے کہ اوجھل کر دیا گیا ہے، آج سیرت پاک کا تذکرہ ہو یا اس پر تصنیف کی جائے، سیمینار ہو یا تحقیقی مضمون لکھا جائے، بہرصورت غیر محسوس طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات، آپ کی بے مثال جنگی قابلیت کا ذکر حذف کر دیا جاتا ہے، یہ وہ ظلم ہے جو ہم اپنے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سیرت اور خود اپنے ساتھ کرتے آ رہے ہیں، اگر ان مضامین سے فقط ہمیں ایسی بات سمجھ میں آ جائے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام اور مسلمانوں کو درپیش مشکلات سے نپٹنے کے لئے کون سا طریقہ کن اصولوں کے تحت استعمال کیا تو یقین کیجئے کہ ہم واپس مدنی معاشرے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم والی زندگی کے قریب آ سکتے ہیں اور یہی وہ وقت ہوگا جب ہم پستی سے عروج کی طرف دوبارہ سفر شروع کر کے دنیا بھر میں ظلم سہنے والی مسلمان ماؤں، بہنوں اور بوڑھوں، بچوں کا تحفظ کرنے کے ساتھ اپنی کھوئی ہوئی عزت کو پائیں گے، اس کے بغیر کامیابی کی طرف کوئی راستہ نہیں جاتا ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کو ضرور اس کی تلقین فرماتے، اللہ کرے کہ یہ سامنے کی بات ہماری سمجھ میں آ جائے جس سے صرفِ نظر کرنے کے باعث ہم بے یار ومددگار ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

جوانی کو غنیمت جانیں

مولانا محمد الیاس گھمن

اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کے تین مراحل ذکر فرمائے ہیں: ''اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہاری پیدائش کی ابتداء کمزوری سے کی، پھر کمزوری کے بعد طاقت (جوانی) عطا فرمائی، پھر طاقت کے بعد (دوبارہ) کمزوری اور بڑھاپا طاری کر دیا وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہی وہ ذات ہے جس کا علم اور قدرت کامل ہیں''۔ (سورۃ الروم، آیت نمبر 54)

انسان کی زندگی جن تین حصوں میں تقسیم ہے ان میں جوانی کا زمانہ درمیان میں آتا ہے۔ جس سے اعتدال کا اشارہ ملتا ہے کیونکہ بچپن میں شعور نہیں ہوتا اور بڑھاپے میں قوت نہیں ہوتی جبکہ جوانی ان دونوں وصفوں کا حسین امتزاج ہوتی ہے، شعور اور قوت مل کر ہی علم وعمل کی راہیں ہموار کرتی ہیں۔

قرآن کریم نے نوجوانوں کے لیے ایسے لفظ کا انتخاب فرمایا ہے جس میں عقل وشعور کی پختگی کے ساتھ جسم و جان کی مضبوطی کا معنی بھی پایا جاتا ہے چنانچہ قرآن کریم میں ہے جس کا مفہوم یہ ہے: اور یتیموں کو جانچتے رہو یہاں تک کہ جب وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں اس کے بعد اگر تم یہ محسوس کرو کہ ان میں عقل وشعور کی پختگی آچکی ہے تو ان کے مال انہی کے حوالے کر دو۔ (سورۃ النساء، آیت نمبر 6)

جوانی کا زمانہ چونکہ ہر اعتبار سے اپنے اندر پختگی اور اعتدال رکھتا ہے جس سے نوجوانوں کو اس بات کی تعلیم ملتی ہے کہ وہ عقائد ونظریات میں پختگی جبکہ اعمال ومعاملات میں اعتدال سے کام لیں۔ اس کی طرف علامہ محمد اقبالؒ مرحوم یوں رہنمائی کرتے ہیں:

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی ہو جس کے جوانوں میں خودی صورت فولاد

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا بڑا حصہ نوجوانوں کے نصیب میں آیا ہے کیونکہ ہر قوم کا سرمایہ نوجوان ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ کے حکم کے مطابق دین اسلام کی دعوت دینا شروع کیا تو جوان طبقے کو اس طرف بلایا اور نوجوانوں کی ایک بہت بڑی جماعت نے اس پر لبیک کہا۔

کیونکہ جوانی ... اتنا قیمتی زمانہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اہمیت کے پیش نظر اسے ''غنیمت'' قرار دیا ہے، گناہوں سے حفاظت کی تدابیر اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، قیامت کے دن اس زمانے کی اہمیت کی وجہ سے اس کا سوال ہوگا کہ اسے کیسے خرچ کیا اور جو بندہ اس زمانے میں اللہ کی عبادت کرتا ہے اللہ کریم قیامت والے سخت دن میں اسے ''سایہ رحمت'' نصیب فرمائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو! نوجوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، مال داری کو فقر وتنگدستی سے پہلے، فراغت کو مصروفیت سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے۔ (مستدرک حاکم)

جوانی مستانی اور جوانی دیوانی کا نعرہ لگانے والے نوجوان حدیث مبارک میں غور فرمائیں کہ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے غنیمت جاننا کس لحاظ سے ہے؟ آیا موج مستی، فضول، ناجائز، واہیات اور حرام کاموں میں جوانی کو برباد کرنا اور آخرت میں عذاب سے دوچار ہونا یا پھر اس زمانے میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کر کے اللہ کے انعام کا مستحق ہونا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں علقمہ اور اسود کے ہمراہ حضرت عبداللہ کے پاس ہوا، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نوجوانوں کے پاس کچھ نہیں ہوتا تھا تو ہمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شادی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو تو وہ ضرور شادی کر لے، اس سے بدنظری (جیسے کبیرہ گناہ سے) حفاظت ہوتی ہے اور شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہے اور جو شخص شادی کی قدرت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ روزے رکھے کیونکہ روزے اس کے لیے ڈھال کا کام دیتے ہیں''۔ (صحیح بخاری)

انسان جب جوان ہوتا ہے تو اس میں شہوت پیدا ہوتی ہے اگر اس کو جائز طریقے سے پورا نہ کیا جائے تو پھر بدنظری، حرام تعلقات، جنسی گناہ اور بدکاری وجود میں آتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عزت وآبرو، حیا وتقدس، پاکدامنی وشرافت اور خاندانی نظام کی چولہیں ہل جاتی ہیں۔ ان گناہوں کا زیادہ تر تعلق چونکہ جوانی کے زمانے کے ساتھ ہوتا ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانے میں انسانی فطرت کے صحیح استعمال کا حکم دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن کوئی بندہ اس وقت تک اپنا پاؤں نہیں اٹھا سکے گا جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے سوال نہ کر لیا جائے، اس کی عمر کے بارے میں کہ کہاں خرچ کی، اس کی جوانی کے بارے میں کہ اسے کہاں ختم کیا، اس کے مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور علم کے بارے میں کہ اس پر کتنی حد تک عمل کیا''۔ (جامع ترمذی)

قیامت کے دن بطور خاص جوانی کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اگر جوانی کو گناہوں کے بجائے نیکیوں میں خرچ کیا ہوگا اور جوانی میں خوب اللہ کی عبادت کی ہوگی تو اللہ رب العزت ایسے نوجوان کو قیامت والے دن جب ہر طرف گرمی اور تپش ہوگی ایسے وقت میں سایہ نصیب فرمائیں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سات خوش نصیب ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنی طرف سے سایہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی دوسرا سایہ نہیں ہوگا: انصاف کرنے والا حکمران، ایسا نوجوان جس نے اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں گزاری ہو، وہ آدمی جس کا دل مسجد میں ہی لگا رہتا ہو، وہ دو آدمی جو اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں محبت کریں، اسی کی خاطر ملیں اور اسی کی خاطر جدا ہوں، وہ آدمی جسے کوئی بڑے خاندان والی خوبصورت عورت گناہ کی طرف بلائے مگر وہ اس سے کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، وہ آدمی جو اپنے دائیں ہاتھ سے اس طرح صدقہ کرتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی اس کے صدقے کا علم نہیں ہوتا۔ یعنی چھپا کر دے اور وہ آدمی جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہوں''۔ (صحیح بخاری)

ہمیں کبھی تنہائی میں بیٹھ کر یہ سوچنا چاہیے اور بار بار سوچنا چاہیے کہ قیامت کے دن کی ہولناکی کس قدر ہوگی، اللہ کا جلال، غیظ وغضب اور غصہ ہوگا، تپش، گرمی کی شدت اور ساری انسانیت کے سامنے ذلت ورسوائی۔ اللہ معاف فرمائے۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ اس شخص کو سایہ عطا فرمائیں گے جس نے اپنی جوانی کو اللہ کی عبادت میں گزارا ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمام مخلوق میں اللہ کے ہاں سب سے محبوب وہ نوجوان ہے جو سیرت کے اعتبار سے بھی خوبصورت ہو۔ اپنی جوانی اور خوب صورتی کو اللہ کی عبادت میں خرچ کرے ایسے نوجوان پر اللہ تعالیٰ ملائکہ کے سامنے فخر فرماتے ہیں اور انہیں فرماتے ہیں کہ یہ میرا سچا بندہ ہے''۔ (الترغیب فی فضائل الاعمال لابن شاہین) یزید بن میسرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''اے وہ نوجوان! جو مجھے راضی کرنے کے لیے شہوت کو چھوڑتے ہو، اپنی جوانی کو میری اطاعت میں خرچ کرتے ہو۔ میرے ہاں تیرا مقام ایسا ہے جیسے میرے بعض فرشتوں کا''۔ (کتاب الزہد لابن مبارک)

جب ہم تاریخ اسلام میں مسلم نوجوان کے کارنامے دیکھتے ہیں تو ہمارا سر فخر سے بلند ہوتا ہے۔ محمد بن قاسم الثقفی رحمہ اللہ نے جب سندھ کو فتح کیا اور یہاں اسلام کی بہاریں لائے اس وقت وہ اسلامی لشکر کے کمانڈر تھے اور ان کی عمر سترہ سال تھی۔ اسی طرح محمد الفاتح رحمہ اللہ نے جب قسطنطنیہ (ترکی) کو فتح کرنے کے لیے فکرمند ہوئے اس وقت ان کی عمر انیس سال تھی اور اپنے والد کے بعد جب وہ والی بنائے گئے تو انہوں نے قسطنطنیہ کو فتح کیا اس وقت ان کی عمر تئیس سال تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے نوجوانوں کو اسلام اور اہل اسلام کی خدمت کے لیے قبول فرمائے۔ آمین۔

آزادی کی 75 ویں سالگرہ کے موقع پر

مولانا سجاد میموریل اسپتال میں میگا بلڈ ڈونیشن کیمپ کا انعقاد

مولانا سجاد میموریل ہسپتال پھلواری شریف پٹنہ بہار یار خدمت خلق کے میدان میں اپنا ایک ممتاز مقام رکھتا ہے۔ اس اسپتال نے ہمیشہ خطرناک بیماریوں مثلا کالا زار، ایڈس، پولیو اور کورونا کے موقع پر بیداری پیدا کرنے کے علاوہ ٹیکا کاری کا کام بھی بڑے پیمانے پر انجام دیا۔ اسپتال میں وقتا فوقتا بڑے پیمانے پر مفت ہیلتھ چیک اپ کیمپ کا انعقاد بھی کیا جاتا ہے۔ جس سے ہزاروں مریض فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اسپتال کی گونا گوں خدمات کی تحسین وستائش سماج کے ہر طبقہ سے ہوتی ہے۔ اپنی اس روایت کے مطابق مورخہ 14 اگست 2022 روا تو ار کو ایک میگا بلڈ ڈونیشن کیمپ اسپتال میں لگایا گیا۔ اس کا افتتاح شری گوپل روی داس جی عالی جناب ایم ایل اے پھلواری شریف اور معروف سرجن ڈاکٹر احمد عبدالحئی صاحب نے کیا اور سب سے پہلے مولانا محمد شبلی قاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ، ڈاکٹر سید یاسر حبیب اور محمد ابوظفر صاحبان نے بلڈ ڈونیٹ کیا، ان کے علاوہ اس کیمپ میں اسپتال کے کارکنان اور پارا میڈیکل انسٹی ٹیوٹ کے طلبہ اور پھلواری شریف کے نوجوانوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور پچاس سے زائد افراد نے بلڈ ڈونیٹ کیا۔ اس کیمپ کو کامیاب اور با مقصد بنانے میں ڈاکٹر سید یاسر حبیب، جناب اعجاز احمد، سید اصغر علی اور اسپتال کے تمام عملہ نے برابر کا حصہ لیا، اسپتال کے سکریٹری مولانا سہیل احمد احمد ندوی اور قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے کیمپ میں آنے والوں کا استقبال کیا اور نیک خواہشات پیش کیں اور اس طرح کے سماجی فلاح کے کاموں کو اسپتال کی جانب سے آئندہ بھی جاری رکھنے کے عزم کا اظہار کیا، سکریٹری صاحب موصوف نے اس موقع پر کہا کہ امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب اس اسپتال کو خدمت خلق کے میدان میں مزید نمایاں کرنے کے لیے ہر طرح کی سہولیات فراہم کرنے کی تلقین کرتے رہتے ہیں اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ یہ اسپتال آنے والے دنوں میں بہار کے لیے ملٹی اسپیشلٹی ہاسپٹل کے طور پر کام کرے، اس کے خدام اس سلسلہ میں اپنی کوشش جاری رکھے ہوئے ہیں۔ بلڈ ڈونیشن کے بعد تمام بلڈ ڈونرز کو مولانا سجاد میموریل اسپتال کی طرف سے ایک سرٹیفکیٹ دی گیا اور سب کے لیے ناشتہ اور جوس کا بھی نظم کیا گیا۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۵۹/۳۷/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ گوگری، کھگڑیا)

گلفراز پروین بنت محمد شمیم حسین مقام اسماعیل پور ڈاکخانہ لابھہ گاؤں ضلع کھگریا۔ فریق اول

بنام

محمد فیروز ولد محمد سہراب مقام اسماعیل پور ڈاکخانہ لابھہ گاؤں تھانہ وضلع کھگڑیا۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ گوگری کھگڑیا میں غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۴/ستمبر ۲۰۲۲ء روز بدھ کو بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

طب وصحت

میتھی دانہ کے عجیب وغریب فوائد

میتھی دانہ ہمارے کچن میں پائی جانے والی عام جڑی بوٹی ہے۔اس میں فائبر کی اچھی مقدار موجود ہوتی ہے۔یہ نہ صرف ہمارے بالوں کی نشوونما کے لئے اچھا ہے بلکہ یہ وزن کم کرنے کے لئے بھی مفید ہے۔اس میں موجود فائبر کولیسٹرول کی سطح کو کم کرتا ہے۔یہ بھوک کی سطح کو کم کرتا ہے۔

میتھی دانہ کے فوائد مندرجہ ذیل ہیں؛

وزن کم کرنے میں مدد دیتا ہے

اضافی وزن بہت سی بیماریوں کا باعث بنتا ہے۔میتھی دانہ میں فائبر کی اعلی مقدار موجود ہوتی ہے جس کے نتیجے میں بھوک کم محسوس ہوتی ہے۔اگر آپ دن میں میتھی دانہ کے دو یا تین بیج چبائیں تو آپ کو اس کے فائدہ مند نتائج محسوس ہونگے۔اس کے علاوہ صبح ایک گلاس پانی بھی آپ کا وزن کم کرنے میں مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔اگر ہم رات کو دو گلاس پانی میں ایک چمچ میتھی دانہ بھگو کر رکھیں اور صبح اس پانی کا استعمال کریں تو یہ جسم میں پانی کی مقدار کو بھی برقرار رکھتا ہے۔

بالوں کے لئے مفید

آجکل بالوں کے جھڑنے کا مسئلہ عام ہے۔اور ان کو جھڑنے سے بچانے کے لئے لوگ بہت سی پروڈکٹس کا بھی استعمال کرتے ہیں۔اگر میتھی دانہ پر غور کیا جائے تو یہ بالوں کو جھڑنے سے بچانے کے لئے مفید ہے۔ہم اگر اس کو کھاتے ہیں یا بالوں پر لگاتے ہیں تو یہ دونوں صورت میں فائدہ مند ہے۔

اگر رات بھر پانی میں بھگو کر اگلی صبح اس کو پیس کر بالوں پر لگائیں تو ہم بالوں کی نشوونما اور بالوں کو ٹوٹنے سے بچاسکتے ہیں۔اس کے علاوہ یہ بالوں سے خشکی کو ختم کرنے کے لئے مفید ہے۔

ہاضمے کے لئے بہترین

ہم میتھی دانہ کی مدد سے اپنے ہاضمے کے مسائل کو حل کر سکتے ہیں۔اس کے بیجوں کے استعمال سے ہم آنتوں کی حرکت کو بڑھاتے ہیں۔اس کے علاوہ یہ ہاضمے کے مسائل اور دل کی جلن کو دور کرنے کے لئے مفید ہے۔یہ جسم سے نقصان دہ ٹاکسن کو نکالنے اور ہاضمے میں مدد دیتا ہے۔نیز بواسیر سے حفاظت ہوتی ہے۔

ذیابیطس sugar کے لئے بہت مفید

شوگر ایک ایسی خاموش بیماری ہے جو کہ انسان کو اندر ہی اندر وہ کھوکھلا کر دیتی ہے۔میتھی جسم سے گلوکوز کی سطح کو کنٹرول کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔اس میں امائنو ایسڈ موجود ہوتے ہیں جو جسم سے گلوکوز کی سطح کو نیچے لاتے ہیں۔

سونف کھانے کے چند حیرت انگیز فائدے

سونف ایک خوشبودار بیج ہے جس کو ہم مختلف کھانوں میں استعمال کرتے ہیں جس کے استعمال سے ہمارے کھانے بھی خوشبودار بن جاتے ہیں۔دراصل یہ ایک ترکاری جسے ہم سویا کا نام دیتے ہیں اس کا بیج ہے۔سویا کی پتیاں پکانے کے کام آتی ہیں۔قدیم یونانی لوگ اس کا استعمال بہت زیادہ کرتے تھے لیکن جدید دور میں بھی ہم اس کے فوائد سے انکار نہیں کر سکتے۔خوشبودار ہونے کی وجہ سے سونف کا استعمال پان میں کیا جاتا ہے جس سے منہ کی بدبو بھی ختم ہو جاتی ہے۔اور پان کا ذائقہ بھی دوبالا ہو جاتا ہے۔

اب ہم طبی لحاظ سے سونف کے فوائد دیکھتے ہیں: ☆سونف کھانا جلد ہضم کرنے میں ہماری مدد کرتی ہے۔☆سونف پیٹ کے درد میں مفید ہے اس کے کھانے سے پیٹ صاف ہو جاتا ہے۔☆بینائی کو تیز کرتی ہے۔☆سونف موٹاپے کو کم کرنے میں مددگار ہے۔☆زکام کی صورت میں سونف کے ساتھ لونگ پانی میں ابال کر پیا جائے تو فائدہ ہوتا ہے۔☆ کان کے درد میں روغن سونف نیم گرم کر کے کان میں ڈالنے سے آرام مل جاتا ہے۔☆سونف کا جوشاندہ پیٹ کے مروڑ، ریاح اور قبض کو ختم کرتا ہے۔☆ایسی مائیں جن کو دودھ کم آتا ہو اگر پانی میں سونف ملا کر پلایا جائے تو دودھ بڑھ جاتا ہے۔

☆عرق سونف جوڑوں کے دردوں اور سوجن میں مفید ہے۔☆ موٹاپے کا شکار عورتیں روغن سونف کو متاثرہ جگہ پر مالش کریں جس سے چربی کم ہوگی۔☆عرق سونف لیکوریا میں بھی فائدہ مند ہے۔☆ بہرہ پن اور کانوں کے زخموں میں اس کا استعمال فائدہ مند ہے۔☆ کمزوری دماغ میں سونف کا استعمال مفید ہوتا ہے۔☆ گردے کی پتھری میں سونف کا استعمال فائدہ مند ہے۔☆ جگر کی کمزوری میں بھی فائدہ دیتی ہے۔☆اگر مثانے کا ورم ہو تو سونف کا استعمال فائدہ مند ہوتا ہے۔☆ دانت کے درد میں بھی سونف کا استعمال کیا جاتا ہے۔☆سونف کے استعمال سے پیشاب کھل کر آتا ہے۔☆ عورتوں میں حیض کی بے قاعدگی میں سونف کا استعمال مفید ہوتا ہے۔ ☆ سینے کی جلن میں سونف کا استعمال فائدہ دیتا ہے۔

احتیاطی تدابیر:

☆حاملہ عورتیں سونف کا استعمال ہرگز نہ کریں۔☆٦ سال سے کم عمر کے بچوں کو روغن سونف استعمال نہ کروائیں۔☆مرگی کے مریض بھی اس سے اجتناب کریں۔☆سونف یا اس کی پتیاں زیادہ مقدار میں استعمال نہ کریں اس سے نشہ ہوسکتا ہے۔☆☆☆

هفتۂ رفتہ

وعدہ کرنے سے پارٹیوں کو نہیں روک سکتے: سپریم کورٹ

سپریم کورٹ نے کہا کہ وہ سیاسی جماعتوں کو ووٹروں سے وعدے کرنے سے نہیں روک سکتے، چیف جسٹس این۔وی رمنا اور جسٹس جے۔کی مہیشوری اور جسٹس ہیما کوہلی نے کہا کہ یہ سیاسی جماعتوں کو ووٹروں سے وعدے کرنے سے نہیں روک سکتا لیکن اس مسئلے پر غور کیا جانا چاہئے کہ کیا عوام کو صحت عامہ کی خدمات، پینے کے پانی جیسی ضروری اشیاء تک پہنچنے کے لئے مفت تحائف کے زمرے میں مانا جاسکتا ہے؟ عدالت عظمیٰ نے کہا کہ درحقیقت یہ کچھ اسکیمیں ہیں جو شہریوں کا حق ہیں اور انہیں زندگی کا وقار دیتی ہیں، چیف جسٹس کی سربراہی میں تین رکنی بنچ نے یہ بھی کہا کہ یہ معاملہ زیادہ سے زیادہ پیچیدہ ہوتا جارہا ہے اور سوال یہ ہے کہ سچے وعدے کیا ہیں بنچ نے کہا کہ ہم سیاسی جماعتوں کو وعدے کرنے سے نہیں روک سکتے۔سوال یہ ہے کہ کیا اس پر بحث ومباحثہ ہونا چاہیے کہ سچے وعدے کیا ہیں؟ کیا ہم مفت تعلیم کے وعدے، بجلی کی کچھ ضروری یونٹوں کو مفت کے طور پر بیان کر سکتے ہیں؟ چیف جسٹس نے دیہی علاقوں میں روزگار فراہم کرنے کے لیے مہاتما گاندھی نیشنل رورل ایمپلائمنٹ گارنٹی ایکٹ' جیسی اسکیم کا بھی حوالہ دیا۔جسٹس رمنا نے متعلقہ فریقوں سے کہا کہ منریگا ایک اسکیم ہے جو زندگی کو وقار دیتی ہے۔میں نہیں سمجھتا کہ پارٹیوں کے منتخب ہونے کی واحد بنیاد وعدے ہیں۔کچھ وعدے کرتے ہیں پھر بھی منتخب نہیں ہوتے۔آپ سب اپنی رائے دیں پھر غور وفکر کے بعد ہم کسی نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں۔

سپریم کورٹ نے سبھی ریاستوں سے حج کمیٹیوں کی تفصیلی رپورٹ طلب کی

سپریم کورٹ نے سبھی ریاستوں سے حج کمیٹی کی صورت حال پر مکمل رپورٹ طلب کی ہے۔ساتھ ہی ریاستوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ یہ تفصیلی جانکاری دو ہفتہ میں دیں۔دراصل سپریم کورٹ سنٹرل حج کمیٹی کے سابق رکن حافظ نوشاد احمد اعظمی کی ایک عرضی پر سماعت کررہی ہے۔عرضی میں کہا گیا ہے کہ مرکزی وریاستی حکومتیں حج کمیٹی ایکٹ 2002 کے سخت ضابطوں پر عمل نہیں کررہی ہیں۔اس کے ساتھ ہی ضابطوں کے مطابق کمیٹیوں کی تشکیل میں بھی حکومتیں ناکام رہی ہیں۔اس عرضی پر سماعت جسٹس ایس اے نذیر اور جسٹس جے کے ماہیشوری کی بنچ کررہی ہے۔اس بنچ نے گذشتہ دنوں ریاستوں سے حج کمیٹی کی جو تفصیل جمع کرنے کی ہدایت دی ہے، اس میں کمیٹی کے اراکین کے نام بھی بتانے کو کہا ہے۔ریاستوں کو حلف نامے کے ساتھ جانکاری دینے اور کمیٹیوں کے لوگوں کے نام خاص طور سے بتانے کی ہدایت ہے۔عدالت عظمیٰ نے یہ ہدایت سینئر وکیل سنجے ہیگڑے کی دلیلیں سننے کے بعد دیں۔عرضی دہندہ کی طرف سے ہیگڑے نے بنچ سے کہا کہ کئی ریاستوں نے تعمیل رپورٹ داخل نہیں کی ہے۔اس سے قبل عدالت عظمیٰ نے مرکزی حکومت سے حج کمیٹی ایکٹ 2002 کے تحت مرکزی وریاستی سطحی حج کمیٹیوں کی تشکیل کو لے کر مرکزی حکومت سے جواب مانگا تھا۔سپریم کورٹ نے مرکز، وزارت خارجہ، حج کمیٹی آف انڈیا اور دیگر سے چھ ہفتہ میں جواب مانگا تھا۔

راشد العزیری ندوی

جج کے قتل کے معاملہ میں ہائی کورٹ کا سی بی آئی تفتیش پر عدم اطمینان کا اظہار

جھارکھنڈ ہائی کورٹ نے دھنباد کے جج اتم آنند قتل کے معاملہ میں سی بی آئی کی اب تک کی تفتیش کے نتائج پر شدید عدم اطمینان کا اظہار کیا ہے۔عدالت نے کہا کہ اس معاملے میں جس مرحلے پر سی بی آئی کی تحقیقات شروع کی گئی تھی، اس سے آگے کوئی نتیجہ نہیں نکال پائی اور قتل کی سازش کا ابھی تک پتہ نہیں چل سکا۔دریں اثنا، اس معاملے میں سی بی آئی کی چارج شیٹ کی بنیاد پر ٹرائل کورٹ نے مقدمے میں دو ملزمان کو عمر قید کی سزا سنائی ہے۔اس کے بعد بھی سی بی آئی نے ہائی کورٹ کو اطلاع دی ہے کہ کیس میں تحقیقات جاری رکھی جائے گی۔اس پر ہائی کورٹ نے کہا کہ اس معاملے میں دو ملزمان کو قصوروار ٹھہرایا گیا ہے۔اگر ٹرائل ختم ہوگیا ہے تو سی بی آئی مزید تفتیش کیسے جاری رکھے گی۔عدالت نے یہ بھی پوچھا کہ کیا جانچ جاری رکھنے کے لیے سی بی آئی نے ٹرائل کورٹ سے استثنیٰ لیا ہے۔عدالت نے سی بی آئی سے یہ بھی پوچھا ہے کہ وہ کس شق کے تحت مزید تفتیش کرے گی؟ اس معاملے میں تحریری جواب داخل کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔عدالت نے اگلی سماعت 31 اگست کو مقرر کی ہے۔قابل ذکر ہے کہ دھنباد میں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج کے عہدے پر تعینات اتم آنند، کا 28 جولائی 2021 کو قتل کر دیا گیا تھا۔وہ دھنباد کے رندھیر ورما چوک کے قریب صبح کی سیر کررہے تھے کہ ایک آٹو نے انہیں ٹکر ماردی۔سی بی آئی کی تحقیقات میں پتہ چلا ہے کہ آٹو چلا رہے لکھن ورما اور اس کے ساتھی راہل ورما نے جان بوجھ کر اسے ٹکر مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ان دونوں کو دھنباد سی بی آئی کی خصوصی عدالت نے 6 اگست کو عمر قید کی سزا سنائی تھی۔سی بی آئی کی تحقیقاتی رپورٹ اور چارج شیٹ میں اس سوال کا کوئی واضح جواب نہیں ہے کہ ان کے قتل کے پیچھے کیا مقصد تھا؟

نتیش وزارت میں توسیع

بہار کی نئی نتیش وزارت میں راشٹر جنتا دل کے 17، جنتا دل (یو) کے 12 اور کانگریس کے 2 لوگوں کو وزارت میں شامل کیا گیا ہے۔وزیر اعلیٰ نتیش کمار کے پاس اس سے قبل جتنے محکمے تھے سب انہوں نے اپنے پاس برقرار رکھے۔ان کے بعد اہم محکمے جن کا بجٹ بڑا ہوتا ہے نائب وزیر اعلیٰ تیجسوی یادو کی جھولی میں گئے، لیفٹ فرنٹ میں شامل نہیں ہوا یہ باہر سے حکومت کی حمایت کرے گا۔5 مسلم وزراء بنائے گیے جنتا دل (یو) سے ایک، راجد سے تین اور کانگریس سے ایک مسلمان کو وزیر بنایا گیا ہے۔یہ پہلا موقع ہے کہ بہار کی وزارت میں پانچ وزرا ہوئے ہیں۔ممتا بنرجی وزارت میں آٹھ مسلم وزرا ہیں۔البتہ بہار کے کسی بھی مسلم وزیر کے پاس ایسا محکمہ نہیں ہے جو اہم ہو اور جو کثیر عوامی رابطے کا ہو۔کانگریس نے فراخ دلی دکھائی اسے دو جگہ ملی تھی اس میں سے ایک مسلمان کو دی گئی۔بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ حکومت اپنا ٹرم پورا کرے یہ بہت اہم ہے وزرا کی تعداد اور محکموں سے کہیں زیادہ۔

Volume:62/72,Issue:31 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

آسماں اتنی بلندی پے جو اتراتا ہے
بھول جاتا ہے زمیں سے ہی نظر آتا ہے
(وسیم بریلوی)

ہندوستانی پارلیامنٹ میں ممنوعہ الفاظ کی فہرست سازی

پروفیسر صفدر امام قادری، پٹنہ

گذشتہ دنوں ہندستانی پارلیمنٹ میں غیر پارلیمانی الفاظ کی فہرست منظور کی گئی۔ اب ہر رکنِ پارلیمنٹ پر یہ لازم ہے کہ ان الفاظ کے استعمال سے خود کو بچائیں ورنہ ان کے پیش کردہ الفاظ پارلیمنٹ کی کارکردگی سے القط کردیے جائیں گے۔ بعض مبصروں نے اس کام کی سنجیدگی کے پیش نظر حکومت کے مخفی ایجنڈوں سے پرے جا کر اس بات کے لیے تعریف کی کہ اس سے ہندستانی پارلیمنٹ کا وقار بڑھے گا اور جس مقصد کے لیے نمایندگان منتخب ہو کر آتے ہیں، اس کے لیے لوگوں کی توجہ بڑھے گی۔ مگر حزبِ اختلاف اور ہزاروں صاحبانِ فکر و دانش نے اسے جمہوریت کے منافی قرار دیا اور اسے اظہار خیال کی آزادی پر قدغن لگانے کی جابرانہ سازش بتایا۔

زبان کون سی معقول ہے اور کون سی غیر معقول، اسے ذاتی سطح پر طے کرنا مشکل نہیں۔ ہر آدمی اپنے بولنے چالنے میں اس کا فیصلہ کرتا ہے اور عمل پیرا ہوتا ہے۔ مگر جب بات ایک کے دائرے سے دوسرے دائرے میں داخل ہونے کی ہو، جب اس کا تعلق ہزاروں، لاکھوں اور کروڑوں سے ہو تو فیصلہ کرتے ہوئے مزید چوکنّا ہونا پڑتا ہے۔ دشواری اس وقت پیدا ہوتی ہے جب آپ کا سچ دوسرے کے لیے جھوٹ ہو جائے یا آپ کا بُرا دوسرے کے لیے برا نہ ہو؛ اس وقت بحث و مباحثے کی گنجائش پیدا ہوتی ہے۔ یہ اختلافات جنگ و جدال، عدالت اور پارلیمنٹ تک پہنچ جاتے ہیں۔ ذاتی بات چیت میں کوئی ایک بھی معقول ثابت ہوا تو علاج ہو جاتا ہے مگر ذہن میں کھلا پن نہ ہو اور دلوں میں رواداری نہ پیدا ہو تو اختلافات شدید ہو جاتے ہیں۔ کورٹ کچہری سے لے کر فسادات اور پارلیمنٹ کے ایوان تک باتیں پہنچ جاتی ہیں۔ کبھی کسی لفظ یا جملے کے لیے عدالت فیصلہ کر دیتی ہے اور کبھی وزیر اعظم سے آگے بڑھتے ہوئے ایوان کے اسپیکر کا حکم سامنے آ جاتا ہے۔

یہ سوال بنیادی نوعیت کا ہے کہ کون سا لفظ شائستہ ہوگا اور کون سا ناشایستہ قرار دیا جائے گا، اس کا فیصلہ کسے کرنا چاہیے۔ اس سوال کا جواب ماہرین زبان سے طلب کرنا چاہیے یا ماہرینِ قانون سے؟ ہندستانی جمہوریے کا یہ بڑا مسئلہ ہے کہ اس کے مختلف اجزا ایک دوسرے کے حقوق کو بہ زور ہتھیانے کے لیے بہت مستعد ہوتے ہیں۔ کبھی قانون سازیہ کو عدلیہ سے شکایت ہو جاتی ہے اور کبھی انتظامیہ قانون سازیہ سے خفا رہتی ہے۔ غور سے دیکھیے تو ہر جگہ ایک دوسرے کے دائرے میں داخل ہو کر اپنے واجب حق سے زیادہ پانے کی تمنا نظر آتی ہے، ویسے ماحول میں یہ کیسے کہا جائے کہ زبان و ادب یا لسانیات کے بنیادی دائرے میں آنے والی چیزیں جب عدالت عالیہ کے فیصلوں یا پارلیمنٹ کے انتظام کاروں کے ذریعہ طے کیے جائیں گے تو مسائل مزید سنگین ہوں گے۔ جمہوریت کا چوتھا ستون بھی بار بار اپنے ناموس کی حفاظت اور اپنے حقوق کی بحالی کے لیے آٹھ آٹھ آنسو بہاتا دکھائی دیتا ہے۔ ذرا سوچیے کہ قانون کے بنیادی سوالوں کو غیر ماہرینِ قانون کے حلقے سے حل کرانے کی کوشش ہوگی تو کیسا نتیجہ برآمد ہوگا؟

علمِ زبان کے طالب علم کی حیثیت سے ہمیں یہ معلوم ہے کہ زبان میں وہی سکہ رائج الوقت ہے جو عوام نے قبول کر لیا۔ ہزاروں الفاظ جو قواعد نویسوں نے یا بہ الفاظ دیگر زبان کے قانون دانوں نے متروک یا ناقابلِ استعمال کہہ کر ٹھکرا دیا مگر لوگوں کی زبان پر وہی چڑھے ہوئے ہیں۔ اساتذہ کلاس روم میں زبان کے ہزاروں اصول و ضوابط بیان کرتے ہیں مگر سماج، سڑک اور اخبار تک آتے آتے لفظوں کی ایک دوسری دنیا آباد ہو جاتی ہے اور سینکڑوں متروک الفاظ ہماری رگوں میں پیوست ہو جاتے ہیں۔ یہ اس بات کا بھی اعلانیہ ہے کہ زبان و بیان میں چلن اور عام لوگوں کے بیچ استعمال کو افضلیت حاصل ہے۔ قبولِ عام کا دفتر یہیں کھلتا ہے۔ بنے بنائے قوانین اپنی جگہ ہوتے ہیں اور عوام میں استعمال کرنے کا ہنر یا تخلیق کار اور انشا پرداز کے استعمال کرنے کا طور مختلف ہوتا ہے۔ محمد تقی میر کو تو ہم اسی لیے یاد رکھتے ہیں کہ انھوں نے ہزاروں ایسے الفاظ داخلِ دفتر کیے جنھیں اس زمانے میں وقار و اہتمام میسر نہیں تھا۔ آج وہ سب ہمارے لیے اعلا و افضل ہیں۔

تربیت اولاد کے مرحلے میں یہ پہلو بڑا روشن ہے کہ آپ اپنے بچوں پر اس کی نگرانی رکھیے کہ وہ غیر تہذیبی الفاظ نہ سیکھ لیں۔ ہر ماں باپ اس پہلو سے اپنے بچوں کو سنبھال کر پرورش دیتا ہے۔ بچوں کے کھیلنے کودنے کے دوران اچانک ان کے منہ سے کبھی گالی سن کر یا ناشایستہ الفاظ کی ادائیگی سن کر ان کے سرپرست چونکتے ہیں کہ یہ الفاظ ہماری اولاد نے کہاں سے سیکھ لیے۔ اس وقت انھیں بھی یاد نہیں آتا کہ دوسروں سے بات کرنے یا کسی دوسرے سماجی معاملے میں ویسے سینکڑوں الفاظ وہ خود ہی ادا کرتے رہتے ہیں۔ بچہ سماج میں جاتا ہے، اسکول اور کالج میں ہزاروں دوستوں کے بیچ ہوتا ہے۔ وہ کون سا لفظ کہاں سے سیکھ لے گا، یہ کوئی نہیں جانتا۔ سادہ سا مطلب یہ ہوا کہ زبان دانی کے لیے ہم جتنے بھی مرتب شدہ اصول نافذ کریں، سامنے والا کچھ اس سے الگ بھی سیکھ لے گا اور اس کا موقع محل کے مطابق استعمال بھی کر لے گا۔ لفظوں کے سب سے بڑے ذخیرے لغات کے دفتر کھول لیجیے، کون سا ایسا ناشایستہ، فحش اور غیر آئینی یا غیر پارلیمانی لفظ اس دفتر میں موجود نہیں۔

قانون ساز کونسل اور اسمبلی سے لے کر پارلیمنٹ کے آٹھ سو ممبران کے لیے زبان و ادب کا کوئی نیا طور آزمایا جا سکتا ہے، ہمیں اس کا یقین نہیں آتا۔ یہ سب ہمارے اسی سماج، اسکول، کالج اور سڑکوں سے برآمد شدہ ہیں۔ سماج میں جو سیکھا، اسے ہی وہ برتیں گے۔ ان کی مختصر میعادی تربیت ممکن ہے کہ وہ اپنی زبان سے فلاں فلاں الفاظ کو ہٹا دیں۔ مگر بیان کے مرحلے میں جو فطری بہاو آئے گا، اس ریلے میں جمہوری اور غیر جمہوری لفظوں میں گڈمڈ ہو جانا ناممکن نہیں۔ سب سے مشکل استعمال شدہ لفظوں کی موقع محل کے بدلنے کے ساتھ توجیہات بدل جاتی ہیں۔ غلامی کے دور میں حکومت کی خفیہ فائل ملاحظہ کیجیے تو گاندھی، نہرو سے لے کر ابوالکلام آزاد تک، کم و بیش سب کے سب انگریزوں کی نگاہ میں دہشت پسند اور سماج مخالف تھے۔ کیا ہم اس وقت کی حکومت کے نقطہ نظر سے اتفاق رکھ سکتے ہیں؟ ہر گز نہیں!

مسئلہ یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض الفاظ کی معنوی دنیا بہت وسیع یا مختلف الجہات ہوتی ہے۔ گذشتہ برس لالو پرساد یادو نے ایک سیاسی مخالف کو نشانہ بناتے ہوئے بھوجپوری زبان میں استعمال شدہ ایک اصطلاح 'بھک چونھر' کو پیش کیا اور ملک بھر میں ہنگامہ پیدا ہو گیا۔ کوئی اسے گالی کہتا تھا اور کوئی لطفِ بیان کے لیے پیش کیا جانے والا ایک پُر مذاق لفظ۔ پارلیمنٹ میں رام منوہر لوہیا نے اس وقت کے وزیر اعظم کو 'بیک پنچر' کہا تھا۔ ہم نے چند برس پہلے 'چوکیدار' لفظ کی حرمت اور تعظیم کا جلوہ ملاحظہ کیا تھا ورنہ کام بھی معمولی اور عہدہ بھی معمولی۔ مگر لفظ چل گیا یا چلا دیا گیا۔ ممنوعہ الفاظ کی فہرست جو یوں بھی خاصی طویل ہے اور چھپے ہوئے 165 صفحات پر مشتمل ہے، اب یہ کس قدر مشکل ہے کہ ایک جملہ بولنے سے پہلے یہ دیکھ لیا جائے کہ ان 165 صفحات میں یہ لفظ ممنوعہ تو نہیں۔ 'کالا دن' نہیں بولنا ہے، گوبر، چوری، سازش، ننگا، دھوکا، بے کار، بے شرم، لاچار جیسے الفاظ بھی اب پارلیمنٹ میں نہیں بولے جائیں گے۔ سوال یہ ہے کہ اور کیا بولا جائے؟ ارکانِ پارلیمنٹ کی زبان کو سادھنے کے نام پر کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ حکومت حزبِ اختلاف کی عام زباں بندی کا کوئی پیمانہ وضع کر رہی ہے۔ کسی بھی حکومت کو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ جمہوری اداروں میں آنا اور جانا یا ادلا بدلی چلتی رہتی ہے۔ آج اپنے مخالفین کی آپ نے زباں بندی کی، کل آپ کی زباں بندی کے وقت یہ قانون خود آپ کو بھی یاد آئے گا۔

سوال یہ تھا کہ سیاست دانوں کو خود اپنے ارکان کی تربیت کرنی چاہیے تھی۔ جس قوم کو ہمیشہ لوگوں کے بیچ رہنا ہے، خود اسی میں بے علمی، فرض ناشناسی، غرور، حسد، رقابت اور طوفانِ بدتمیزی کے اوصاف کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہوں، اسے تو ایک خاص نصاب بنا کر پارلیمانی کام کاج کا سلیقہ سکھایا جانا چاہیے تھا مگر یہاں حکومتوں کو ہر کام میں اپنے مخالفین کا منہ بند کرنے، انھیں جیل میں ڈال دینے یا صفحہ ہستی سے مٹا دینے کا شوق زیادہ ہے۔ اس لیے بدنیتی سے ایک بنیادی کام کے آغاز کے موقعے سے اتنے شکوک و شبہات شاید ہی سامنے آتے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ عدالتوں کے فیصلوں یا پارلیمنٹ کے اسپیکر اور چیرمین کے ذریعہ جو غیر پارلیمانی الفاظ کی فہرست پیش ہوئی ہے، اسے عوام کے بیچ لایا جاتا، زبان و ادب اور لسانیات کے ماہرین بھی اس گفتگو کا حصہ ہوتے اور اس کے بعد کوئی نتیجہ اخذ کیا جاتا مگر ایسا ممکن نہ ہوا، سیدھا فیصلہ آ گیا۔ آنے والے وقت میں اس کا نفاذ آسان نہیں۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اوپر دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہو گئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798 **رابطہ اور واٹس اَپ نمبر**

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ آپ نقیب کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

(منیجر نقیب)